"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

ماہنامہ

خالد

ربوہ

مدیر اعلیٰ : محمد اسلم شاد منگلا (ایم اے)
مدیر : منصور احمد عمر (شاہد)

وفا ۱۳۴۹ ہش
جولائی ۱۹۷۰ء

احمدی بچوں اور بچیوں کا دل پسند ماہنامہ

تشحیذ الاذہان ربوہ

یہ رسالہ ابتداءً سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۹۰۶ئہ میں جاری فرمایا تھا۔ اور اب یہ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر نگرانی احمدی بچوں اور بچیوں کیلئے ہر ماہ باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے اور روز بروز مقبولیت حاصل کرتا جا رہا ہے۔

تشحیذ الاذہان میں آپ کیا پائینگے ؟

◉ قرآن پاک اور احادیث میں سے پیارے پیارے پرحکمت کلمات ◉ حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء کے رُوح پرور ملفوظات ◉ بزرگوں اور دیگر بڑی شخصیتوں کے زریں اقوال ◉ اسلام اور احمدیت سے واقفیت پیدا کرنے والے عمدہ مضامین ◉ اچھی اچھی دلوں کو لبھانے والی نظمیں ◉ بلند اخلاق پیدا کرنے والے مفید تربیتی مضامین ◉ نصیحت آموز دلچسپ کہانیاں اور تاریخی واقعات ◉ مفید و دلچسپ علمی و سائنسی معلومات ◉ دماغی ورزشیں اور بے اختیار ہنسا دینے والے لطائف

اور ان سب کے علاوہ دیگر بہت سے مفید اور بے حد دلچسپ کالم !

سال بھر کے رسالوں کی کل قیمت صرف پانچ روپے

جملہ خط و کتابت بنام

منیجر رسالہ "تشحیذ الاذہان" - ربوہ !

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِستَبِقُوا الخَیرَات

قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی (ارشاد المصلح الموعود)	تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں (الہام المسیح الموعود)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ خالد ربوہ

جلد ۱۶ | وفا ہش ۱۳۴۹ ربیع الثانی جمادی الاول سنہ ۱۳۹۰ھ جولائی سنہ ۱۹۷۰ء | شمارہ ۷

مجلس ادارت

قیمت سالانہ: ۶ روپے فی پرچہ: ۶۰ پیسے کتابت: ہدایت احمد

(محمد شفیق قیصر پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ خالد دار الصدر جنوبی ربوہ سے شائع کیا)

ترتیب

نصرت جہاں ریزرو فنڈ کے قیام کا اعلان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۲ ماہ احسان ۱۳۴۹ ہش مطابق ۱۲ جون ۱۹۷۰ء مسجد مبارک ربوہ میں ایک معرکۃ الآراء خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے (جو پونے دو گھنٹے تک جاری رہا) خاص خدائی تحریک کے ماتحت مغربی افریقہ میں نئے سکولوں اور طبی امداد کے مراکز کھولنے کے لئے نصرت جہاں ریزرو فنڈ کے قیام کا اعلان فرمایا ہے اور مخلصین جماعت کو اس فنڈ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے اور ایک خاص سکیم کے ماتحت مالی قربانیاں پیش کرنے کی تحریک فرمائی ہے۔ اس ضمن میں حضور ایدہ اللہ نے فرمایا:۔

"پاکستان کے مخلصین کے لئے میں نے یہ سکیم اللہ تعالیٰ کے منشاء کے ماتحت بنائی ہے اور اس امر کے باوجود بنائی ہے کہ پاکستان میں فارن ایکسچینج کی تنگی رہتی ہے اور ہمیں باہر بھیجنے کے لئے ایکسچینج نہیں ملتا اور ہم قانون کی پوری پوری پابندی کرتے ہوئے روپیہ باہر بھیجنے سے قاصر رہتے ہیں اس کے باوجود میں یہ اپیل کر رہا ہوں اور اس یقین کے ساتھ کر رہا ہوں کہ آپ انشاء اللہ تعالیٰ قربانی دیں گے۔ اس لئے کہ اس خدا نے جو ہمیں قربانیاں پیش کرنے کے لئے کہتا اور پھر خود ہی قربانیاں پیش کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے میرے دل میں بڑی شدت کے ساتھ یہ ڈالا ہے کہ تو میرے دین کی عظمت کے قیام کے لئے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیار کو دلوں میں قائم کرنے کے لئے اس جماعت سے قربانیاں مانگ اور وہ تیری آواز پر لبیک کہتے ہوئے قربانیاں دیگی دوسرے ملکوں میں اسلام کی سربلندی کے لئے ہمیں یہاں قربانیاں دینی پڑیں گی۔ وہ خدا ایسے سامان پیدا کر دے گا کہ فارن ایکسچینج کی سہولتیں پیدا ہو جائیں اور حکومت جو آج فارن ایکسچینج نہیں دے رہی کل دینے لگ جاوے۔ حالات بدل جاتے ہیں اور ایک رات میں بدل جاتے ہیں جس صبح میں دیکھوں کہ حالات بدل گئے ہیں اور آج ہی میں رقم باہر بھیج سکتا ہوں وہ صبح ایسی نہیں ہونی چاہیئے کہ میں اعلان اور رقموں کی وصولی کا انتظار کروں۔ میرے پاس وہ رقم خزانے میں موجود ہونی چاہیے جس صبح کو میں یہ پاؤں کہ آج سورج ایسے حالات لے کر طلوع ہوا ہے کہ ہمارے لئے روپیہ باہر بھیجنے

کی سہولت ہے قبل اس کے کہ دفاتر بند ہوں وہ روپیہ باہر چلا جائے اب چلنے کا وقت نہیں رہا اب دوڑنے کا وقت آگیا ہے پھر یہ بھی ہے کہ اس سلسلہ میں بہت سے کام ہمیں یہاں کرنے ہیں اور ان پر روپیہ یہاں خرچ کرنا ہے مثلاً کتابیں شائع کرنی ہیں اسیطرح اور دوسرے کام ہیں جو یہاں ہی انجام پائیں گے۔ اور ان پر روپیہ خرچ ہوگا اس لئے

پاکستانی جماعتوں میں سے مجھے دو سو ایسے مخلصین کی ضرورت ہے جو پانچ ہزار روپیہ فی کس یا اس سے زائد جتنی خدا انہیں توفیق دے اس فنڈ میں ادا کرنے کا وعدہ کریں اس میں سے ہر وعدہ کنندہ دوست کو دو ہزار روپیہ فوری طور پر (جس سے میری مراد زیادہ سے زیادہ اس سال نومبر تک ہے) ادا کرنا ہوگا باقی تین ہزار کی رقم وہ اپنی سہولت کے مطابق تین سال کے اندر ادا کر سکیں گے۔

اسیطرح مجھے دو سو ایسے مخلصین کی ضرورت ہے جو کم از کم دو ہزار روپیہ فی کس ادا کرنے کا وعدہ کریں، اس میں سے انہیں ایک ہزار روپیہ فوری طور پر یعنی زیادہ سے زیادہ نومبر تک ادا کرنا ہوگا۔ باقی ایک ہزار روپیہ وہ آئندہ تین سال میں اپنی سہولت کے مطابق ادا کریں گے۔

اس کے علاوہ مجھے ایک ہزار ایسے مخلصین کی ضرورت ہے جو کم از کم پانچ سو روپے فی کس ادا کرنے کا وعدہ کریں ان میں سے انہیں دو سو روپے فوری طور پر یعنی زیادہ سے زیادہ نومبر تک ادا کرنا ہوں گے وہ باقی تین سو روپے آئندہ تین سال میں ادا کریں گے۔

ان چودہ سو وعدہ کنندگان کے علاوہ جو احباب پانچ سو روپے سے کم رقم دینا چاہیں ان سے وعدے نہیں لئے جائیں گے، البتہ وہ حسب توفیق رقم ادا کر سکیں گے اس غرض کے ماتحت خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں نصرت جہاں ریزرو فنڈ کے نام سے ایک الگ مد کھول دی گئی ہے وہ جو رقم بھی حسب توفیق دینا چاہیں براہ راست اس مد میں جمع کرادیں اور جوں جوں خدا توفیق دیتا جائے وہ اس مد میں جمع کراتے جائیں اور خزانہ سے رسید حاصل کرتے رہیں لیکن ساتھ کے ساتھ مجھے بھی ضرور اطلاع دیں تاکہ میں ان کے لئے دعا کروں کہ خدا ان کی قربانی قبول فرمائے اس لحاظ سے ایک دفتر پانچ ہزار یا اس سے زائد رقم ادا کرنے والوں کا ہوگا۔ دوسرا دفتر دو ہزار سے ۴۹۹۹ روپے تک ادا کرنے والوں کا ہوگا۔ تیسرا دفتر ۵۰۰ روپے سے ۱۹۹۹ روپے ادا کرنے والوں کا ہوگا۔ چوتھا دفتر یا زمرہ ان لوگوں کا ہوگا جو پانچ سو روپے سے کم ادا کریں گے ان سے وعدہ نہیں لیا جائے گا وہ براہ راست خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں رقم جمع کرائیں گے۔ سو گویا پہلے تین دفتروں کی طرح تو کاغذوں میں اس دفتر کا وجود نہیں ہوگا البتہ ایسے احباب کی طرف سے جمع ہونے والی رقوم کو اس مد میں محسوب ضرور کیا جائیگا انہیں چاہیئے کہ جب بھی اس مد میں کوئی رقم جمع کرائیں تو اس کی اطلاع مجھے ضرور دیں تاکہ میں ان کے لئے دعا کروں اور ان کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا طالب ہوں"

امراء / صدر صاحبان جماعت سے درخواست ہے کہ احباب جماعت تک اس تحریک کو ایک خاص مہم کے ذریعہ پہنچائیں اور وعدہ جات حاصل کر کے مرکز کو ارسال فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی میں برکت ڈالے۔ آمین

معارف القرآن

قرآنی وحی کا آغاز

تفسیر سورۃ العلق

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غلبہ اسلام اور نصرتِ ربانی کا عظیم وعدہ

(از قلم مکرم جناب مولانا شیخ نور احمد صاحب منیر سابق مبلغ بلاد عربیہ)

سورۃ العلق کی ابتدائی آیات (عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ تک) سے قرآنی وحی کے نزول کا آغاز ہوتا ہے اور ان آیات میں خدا تعالیٰ نے بطور پیشگوئی کے فرمایا تھا کہ آج سے دنیا میں ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھی جاتی ہے جو اسلام ہے جو خالصۃً توحید اکمل کا مذہب ہے اور آج سے دنیا میں ایک نئی عظیم کتاب کا نزول ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرے گی اور آج دنیا میں ایک عظیم نبی اور رسول کی بعثت ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کی توحید و تمجید کی اشاعت کا باعث ہوگا۔ اور جو خدا تعالیٰ کی حکومت قائم کرے گا۔ اس کی مخالفت ہوگی۔ اس کے راستہ میں مشکلات کے پہاڑ حائل کر دیئے جائیں گے لیکن اب خدا تعالیٰ نے یہ مقدر کر دیا ہے کہ وہ اپنے بندہ کو کامیاب و کامران کرے گا اور مشکلات سے ترقیات وابستہ ہیں۔ اور ہم اس کے کاموں میں کفیل و ضامن ہیں۔ آپ کو آپ کے فرائض منصبی سے روکنے کے لئے اجتماعی اور انفرادی قوتیں اور سازشیں روکیں گی مگر ہم نے اسلام کو ترقی دینی ہے اور اس کے غلبہ کے انتظامات کرنے ہیں اور اس قرآن کی اشاعت ہو کر رہے گی اور معاندین اسلام ناکام و نامراد رہیں گے۔ اور خدائی فرشتے ان معاندین پر مسلط کر دیئے جائیں گے، بانیٔ اسلام کو غیر معمولی طور پر علم ربانی سے نوازا جائے گا۔

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ

اپنے رب کا نام لے کر پڑھ جس نے پیدا کیا

لفظ اِقْرَأْ میں یہ عظیم پیشگوئی تھی کہ قرآن کریم لکھا جائے گا اور اس کی اشاعت کثرت سے ہوگی کیونکہ اقرأ کے معنے کسی لکھی ہوئی چیز کے پڑھنے کے ہیں اور

اس کے معنوں میں اعلان کرنا بھی ہے تو اس لفظ میں یہ بتایا گیا ہے کہ آج سے ایک نئی کتاب کا ظہور ہوتا ہے۔ تو اس کتاب کا اعلان اپنے رب کے نام کے ساتھ کر کیونکہ یہ کتاب خالق حقیقی اور توحید کی اشاعت کا باعث ہوگی اور یہ پیغام ساری دنیا کے لئے ہے اور یہ کتاب ایسی عظمت کی حامل ہوگی کہ جو بار بار پڑھی جائے گی۔

لفظ رَبُّكَ میں بتلایا گیا ہے کہ اس خدا اور رب کا اعلان کر جسے تُو خدا سمجھتا ہے کیونکہ جس خدا کو تو رب سمجھتا ہے وہی حقیقی رب ہے ورنہ تمام مذاہب میں خدا کے وجود کو تسلیم کیا گیا ہے مگر اب حقیقی توحید جو اسلام نے پیش کی ہے وہی، اکمل، افضل اور بہتر ہے۔ اقرأ باسم ربك الذی خلق میں جہاں شرک کا ابطال کیا گیا ہے وہاں حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کے عقیدہ توحید کی فضیلت و عظمت اور صداقت کا اظہار کیا گیا ہے۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝

جس نے انسان کو ایک خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔

اس آیت میں انسان کی تدریجی ترقی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ہندو مذہب کا اس میں رد ہے جس کا خیال ہے کہ پہلے ہی دن شریعت مکمل طور پر نازل ہوگئی تھی۔ نیز اس میں محاورۃً بتایا گیا ہے کہ ہم نے انسان کو ادنے حالت سے ترقی دی ہے اور انسان طبعی طور پہ تدریج کا محتاج ہے۔

اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝

(دوبارہ بطور تاکید کے) ہم اے رسول تجھکو تسلّی دیتے ہیں کہ یہ وحی معمولی نوعیت کی نہیں ہے بلکہ یہ وحی غیر معمولی دور رس نتائج کی حامل ہے اور مہتم بالشان ہے اور اب ربانی تجلی کا ظہور ایسے رنگ میں ہوگا جو پہلے کبھی نہیں ہوا اور تیرا رب ہی اکرم ہے نہ کہ معبودان باطلہ جن کی پوجا کی جاری ہے

اَلَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ

جس خدا نے قلم کے ساتھ سکھایا

قرآن کریم کا ایک خاص انداز بیان ہے کہ خدا تعالےٰ کے متعلق ماضی کا صیغہ استعمال ہوتا ہے۔ مگر مراد اس سے مستقبل ہوتا ہے کیونکہ ماضی ایک ایسا امر مشہود ہوتا ہے جس کے وقوع کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور اس کے نقوش قائم و دائم ہوتے ہیں اور اس میں بطور حتمی پیشگوئی کے بتلایا گیا ہے کہ قرآن کریم کثرت سے لکھا جائے گا اور قرآنی علوم و معارف کو ضبط تحریر میں لایا جائے گا۔ اور قرآن کریم کی وجہ سے عربی زبان اور اسلامی علوم کی بنیاد رکھی گئی صرف و نحو، ادب، کلام، فقہ، لغت، تاریخ، انبیاء کے حالات اور کئی اقوام کی تاریخ اس میں مذکور ہے۔ قرآنی پیشگوئیاں جا بجا مذکور ہیں۔ اخلاقیات کا کونسا مسئلہ ہے جو قرآن میں مذکور نہیں؟ اگر قرآن کریم کی تفاسیر کو یکجا اکٹھا کیا جائے تو اس قرآنی آیت کی تصدیق ہو جائے گی۔

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ ۝

اُس نے انسان کو وہ کچھ سکھلایا جو وہ پہلے نہیں جانتا تھا۔

قرآن کریم نے جس قسم کی توحید، نبوت، اخلاق، حیات الآخرۃ، اور ملائکہ کے متعلق ذکر کیا ہے وہ ہمیں کسی دوسری کتاب اور مذہب میں نہیں ملتا۔ اور یہ فضیلت صرف قرآن اور اسلام کو ہی ہے۔

کَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰٓی۔

ہرگز نہیں یقیناً انسان حد سے گزر رہا ہے،

انسان خدا تعالیٰ کی مدد کے بغیر کچھ بھی نہیں نصرت ربانی انسان کے اندر اعتدال اور انکساری کا جذبہ پیدا کرتی ہے جو اخلاق کا بہترین حصہ ہے۔

اَنْ رَّاٰہُ اسْتَغْنٰی۔

اس لئے کہ انسان اپنے آپ کو مستغنی خیال کرتا ہے یعنی یہ استغنا، جہالت اور حماقت ہے خدا تعالیٰ کی ذات کے ساتھ تعلق پیدا کرنا ہی ضروری ہے اور اس کے بغیر زندگی عبث ہے اور آئندہ کے حالات بتلائیں گے کہ خدا تعالیٰ کی ذات سے تعلق ہی کامیابی کا باعث ہے اور بتوں کے ساتھ تعلق کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ کیونکہ

اِنَّ اِلٰی رَبِّکَ الرُّجْعٰی۔

یقیناً تیرے رب کی طرف ہی لوٹ کر جانا ہے اور وہاں انسان سے اس کے اعمال کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے والے یقیناً کیفر کردار کو پہنچیں گے

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی۔ عَبْدًا اِذَا صَلّٰی۔

تو مجھے اس شخص کی حالت بتلا جو اپنے بندہ کو نماز سے روکتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو کفار مکہ آپ کے سر پہ مٹی اور خاک ڈالتے آپ سجدہ میں خدا تعالیٰ کے حضور مجسم رقت اور ابتہال بنے ہوئے ہیں تو آپ کی مبارک پشت پہ اونٹ کی بھاری اوجھڑی رکھ دیتے گویا کہ آپ کی نماز سے استہزا اور ہنسی کی جاتی مقصد یہ کہ آپ نماز جیسے فریضہ سے رُک جائیں۔

اَرَءَیْتَ اِنْ کَانَ عَلَی الْھُدٰٓی۔ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰی۔

اللہ تعالیٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز، عبادت اور آپ کے فرائض منصبی کو قابل تعریف بیان کرتا ہوا فرماتا ہے کہ بتلاؤ تو سہی کہ اگر یہ شخص ہدایت پہ ہو اور تقوی کی تلقین کرتا ہو تو کیا تمہاری ہر کارروائی اور سلوک درست ہے؛ ہرگز نہیں۔

اَرَءَیْتَ اِنْ کَذَّبَ وَتَوَلّٰی۔ اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی۔

اگر یہ عبادت سے روکنے والا جھٹلاتا ہے اور اعراض کرتا ہے کیا اس کو یہ علم نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ سب کچھ دیکھ رہا ہے تم خدا کی گرفت سے ہرگز نہیں بچ سکتے۔

کَلَّا لَئِنْ لَّمْ یَنْتَہِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِیَۃِ۔

نَاصِیَۃٍ کَاذِبَۃٍ خَاطِئَۃٍ۔

جو دشمن اور منکر چاہتا ہے وہ ہرگز نہیں ہوگا۔ اگر یہ معاند اپنی ان حرکات سے باز نہ آیا تو ہم اس کی پیشانی کے

بال پکڑ کر گھسیٹیں گے ایک جھوٹی اور خطا کار پیشانی۔

اس میں بتلایا گیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کمزور مت خیال کرو۔ تمہارا خیال غلط ہے اور اسکی بُنیاد ریت پر ہے ہم ایسے شخص کو وارننگ دیتے ہیں کہ وہ باز آجائے لیکن اگر اس نے اپنی شرارتوں اور خباثتوں کو جاری رکھا تو ہم اس کو ذلیل و رسوا کر دیں گے، بدر کی جنگ میں ابوجہل کو بالوں سے گھسیٹ کر گڑھے میں پھینک دیا گیا تھا

فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ ۝

کافر اور منکر کو چاہیئے کہ وہ اپنے مددگاروں اور ہمدردوں کو بھی بلالے مگر بالآخر وہ ناکام و نامراد رہیگا اور اس کے ساتھی اس کی مدد نہیں کر سکیں گے اور اس کی تمنا پوری نہیں ہوگی۔

سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۝

ہم بھی اپنی پولیس اور محافظین کو بلائیں گے، لُغت میں لکھا ہے کہ

الزبانية عند العرب الشرط

کہ عربوں کے نزدیک زبانیہ کے معنے پولیس کے ہوتے ہیں اور پولیس مجرموں کو سزا دیتی ہے۔ یہاں زبانیہ سے مراد وہ صحابہ کرام ہیں جو دشمنوں پر یلغار یں کرتے تھے۔ فدائیت کا عظیم نمونہ انہوں نے قائم کیا جو معاندین اسلام اور ابوجہل اور اس کے ہمنواؤں کے لئے بمنزلہ پولیس کے تھے جنہوں نے دشمنان اسلام کا تعاقب کیا

كَلَّا، لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۝

جس طرح دشمن چاہتا ہے ایسا ہرگز نہیں ہوگا تو اس کافر کی اطاعت نہ کر، اپنے رب کے حضور سجدہ کر اور اپنے رب کے قریب ہوجا۔

اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں فرزندانِ اسلام کو کامیابی اور ترقی کا گُر بتلایا ہے کہ دُشمن اپنے مقصد میں ہرگز کامیاب نہیں ہوسکتا اور تم کو چاہیئے کہ تم خدا تعالیٰ کے قرب کی راہوں کو تلاش کرتے رہو۔ اس کے ساتھ تعلق قائم کرو اسکی عبادت کرتے رہو، اس کے احکام پر عمل کرو کیونکہ غلبہ اور کامیابی خدا تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے سے ہی ہوتا ہے۔ دشمن کی کوششیں اکارت جائیں گی بشرطیکہ تم خدا تعالیٰ کے احکام پر عمل کرو۔ اور اس کے رسول کی اتباع کرو۔ اپنے عملوں میں تبدیلی کرو۔

خدا تمہارے ساتھ ہے مسلمانوں کی مشکلات کا حل اس راز میں مذکور ہے ✽

●

دُرِّ ثمین

نورِ فرقاں ہے جو سب نُوروں سے اجلیٰ نکلا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نِکلا

حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا
ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نِکلا

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

میری مضمون نویسی کی ابتداء

(از قلم محترم مولانا ابو العطاء صاحب)

محترم ایڈیٹر صاحب رسالہ خالد نے مجھ سے مضمون لکھنے کے لئے کہا ہے "خالد" نوجوانوں کا رسالہ ہے اور نوجوان قوموں کی ریڑھ کی ہڈی ہوتے ہیں۔ ان پر ہی قوموں کے مستقبل کا انحصار ہوتا ہے اس لئے ہر احمدی نوجوان ایک قیمتی سرمایہ ہے اور ان کا رسالہ ایک بہترین معیار تربیت ہے۔

ان تمہیدی کلمات کے ساتھ میں محترم ایڈیٹر صاحب خالد کی خواہش کے احترام میں آج اپنے عزیز نوجوانوں کو اپنی مضمون نویسی کی ابتداء کے متعلق چند امور بتلانا چاہتا ہوں

میں آج بھی مضمون نویسی میں مبتدی ہوں، مگر چونکہ ۱۹۱۹ء کے شروع میں میرا پہلا مضمون شائع ہو رہا تھا اور اس پر آج نصف صدی بیت چکی ہے اس لئے یہ غیر مناسب نہیں کہ میں اپنی مضمون نویسی کی ابتداء پر چند باتیں بیان کر دوں۔

میں ۱۹۱۶ء میں مدرسہ احمدیہ قادیان کی پہلی جماعت میں داخل ہوا تھا۔ میرے والد بزرگوار حضرت میاں امام الدین صاحب رضی اللہ عنہ ضلع جالندھر کے ایک گاؤں کے ایک غریب احمدی تھے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور انہیں صحابیت کا شرف حاصل تھا۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے احمدیت کی ایسی لگن عطا فرمائی تھی کہ گاؤں میں ہر طرح سے مخالفین کے مظالم کا تختہ مشق بننے کے باوجود وہ شمعِ احمدیت پر پروانہ وار فدا رہتے تھے۔ ان کی دردمندانہ دعاؤں اور توجہ کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مدرسہ احمدیہ میں داخل ہونے کی سعادت عطا فرمائی مدرسہ میں داخلہ کی ایک مستقل ایمان افروز داستان ہے جس کے بیان کا یہ موقعہ نہیں۔

مدرسہ احمدیہ کی روحانی فضا اور علمی ترقی کا ماحول نہایت سازگار تھا۔ دن رات علمی چرچے

رہتے تھے۔ حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل رضی اللہ عنہ کا تشحیذ اور ریویو کا دفتر اخبارات کے مطالعہ کے لئے آزاد ادارہ تھا اور مدرسہ احمدیہ کے قریب تھا۔ ہم لوگ فارغ اوقات میں وہاں چلے جاتے تھے اور جو اخبارات ہمیں میسّر آتے تھے ہم انہیں پڑھتے تھے۔ ان اخبارات میں آریوں کے اخبارات بھی ہوتے تھے۔ دہریوں کے بعض اخبارات بھی ہوتے تھے۔ ہم ابھی بچے تھے نوجوان تھے۔ ہر قسم کے اخبارات پڑھتے تھے اور جتنا سمجھ آتا اسے محفوظ کر لیتے۔ ایک دو سالوں کے بعد یہ حالت ہو گئی کہ مخالفین کے اخبارات میں اعتراضات پڑھ کر طبیعت میں جوش پیدا ہوتا۔ اور جب چند روز تک اپنے اخبارات و رسائل میں ان کا جواب نظر نہ آتا تو ہم جوش سے حضرت قاضی صاحب رضی اللہ عنہ کو کہتے کہ اس کا جواب کیوں نہیں دیا جاتا وہ اپنے خاص انداز میں کہتے کہ آپ خود کیوں جواب نہیں لکھتے ہم یہ سُن کر جھینپ جاتے اور سمجھتے کہ محترم قاضی صاحب ہم سے مذاق کرتے ہیں۔ ہم کہاں مضمون لکھ سکتے ہیں تاہم دل میں یہ آرزو گدگدیاں لیتی کہ کاش ہمیں لکھنا آجائے تو ہم ان مخالفین کو بھرپور جواب دیا کریں اور ان کا کوئی اعتراض تشنۂ جواب نہ چھوڑیں۔ اسی دوران اس طرف توجہ پیدا ہوئی کہ ہم جن اخبارات و رسائل کا مطالعہ کرتے ہیں ان میں سے ایسی باتوں اور حوالوں کو نوٹ کر لینا چاہیئے جو اب یا آئندہ کام آنے والے ہوں۔ چنانچہ میں نے یہ سلسلہ شروع کر دیا۔ اور ایک نوٹ بک بنانا شروع کر دی۔

ادھر مدرسہ میں ان دنوں ہمارے فاضل اساتذہ باقاعدہ علمی اور دینی لیکچر دیتے اور حوالے نوٹ کرواتے تھے میں وہ حوالے بھی باقاعدہ نوٹ بک کی صورت میں جمع کرتا رہا۔ اس جگہ یہ ذکر کرنے میں حرج نہیں کہ میری اس طالب علمی کی نوٹ بک کو لے کر شروع میں احمدیہ کتاب گھر قادیان کے مینیجر نے "احمدیہ پاکٹ بک" کے نام سے طبع کرا دیا تھا اور یہی پاکٹ بک بعد ازاں بڑھ کر اخویم مکرم ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم مرحوم کی مرتبہ تبلیغی پاکٹ بک کی شکل میں شائع ہوتی رہی۔

میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میری مضمون نویسی کی ابتدا کیونکر ہوئی۔ اسی سلسلہ میں اخبارات کے مطالعہ کا ذکر کیا ہے۔ ان مخالف اخبارات کے پڑھنے سے طبیعت میں جواب دینے کے لئے جوش پیدا ہوتا گیا۔

۱۹۱۹ء کے شروع کی بات ہے سردی کا موسم تھا کہ میں نے بورڈنگ مدرسہ احمدیہ میں چپکے چپکے ایک مضمون "اسلام اور تلوار" کے عنوان سے لکھا۔ دوسری صبح جب میں مسجد اقصیٰ قادیان میں طلبہ کے ساتھ نماز فجر ادا کرنے کے لئے گیا تو مضمون ساتھ لیتا گیا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں محترم ایڈیٹر صاحب اخبار

نور کے مکان پر پہنچا جو مسجد اقصےٰ کے ساتھ ہی تھا۔ ابھی مونہہ اندھیرا ہی تھا محترم میر محمد یوسف صاحب مرحوم ایڈیٹر اخبار نور ابھی نماز پڑھ کر اپنے بالاخانہ میں پہنچے ہی تھے۔ میں نے دوسرا دروازہ کھٹکھٹایا انہوں نے بالاخانہ کی کھڑکی سے نیچے جھانکا اور پوچھا کہ کون ہیں! میں نے کہا کہ یہ کاغذ دینا چاہتا ہوں اس وقت میں نے سردی اور حجاب کے باعث چادر سے مونہہ ڈھانپا ہوا تھا۔ انہوں نے اوپر سے رسی کے ذریعہ ٹوکری نیچے پھینک دی اور میں نے اپنا مضمون اس ٹوکری میں رکھ کر جلدی سے بورڈنگ کی راہ لی۔

اگلے ہفتے جب ہفت روزہ اخبار نور شائع ہوا تو اس کے ایڈیٹوریل کے طور پر میرا مضمون چھپا ہوا تھا۔ اور اوپر محترم جناب ایڈیٹر صاحب کا یہ نوٹ تھا کہ میں اس مضمون کو بغیر اصلاح کے شائع کرتا ہوں میرا نام درج کر کے انہوں نے پر امید لہجہ میں لکھا تھا کہ اگر اس نے مشق جاری رکھی تو انشاء اللہ کسی دن بہترین مضمون نگار بنیں گے۔

میرے لئے مضمون کا شائع ہو جانا ہی اچنبھے کی بات تھی اور پھر اس حوصلہ افزائی کے ساتھ شائع ہونے سے تو میری ہمت بلند ہو گئی میں ایک دیہاتی طالب علم تھا اور مجھے مجالس میں حجاب محسوس ہوا کرتا تھا۔ مضمون لکھنے کا جوش تو پیدا ہوا مگر اسے شائع کراتے ہوئے شرم سی محسوس ہوتی تھی۔ چنانچہ جب مضمون شائع ہو گیا اور مدرسہ میں اخبار آیا تو طلبہ چہ میگوئیاں کرتے بعض خوشی کا اظہار کرتے۔ اور مضمون کو عمدہ قرار دیتے اور بعض کہتے کہ اس کو کیا شوق چرایا ہے۔ مگر میرے اساتذہ نے اس پر بہت خوشی کا اظہار کیا۔ حضرت قاضی اکمل صاحب تو بہت ہی خوش ہوئے اور بڑے زور کے ساتھ تاکید کی کہ اب یہ سلسلہ جاری رہے۔

اس مضمون کی اشاعت کے دو ہفتے کے اندر اندر میرا دوسرا مضمون "ملائکہ کی ہستی کا ثبوت" ہفت روزہ الحکم میں شائع ہوا۔ اس کے محترم ایڈیٹر حضرت شیخ محمود احمد صاحب عرفانی مرحوم نے بھی اچھے پیرایہ میں مضمون پر تبصرہ فرمایا۔ اس کے بعد تو اللہ تعالےٰ کی توفیق سے یہ سلسلہ جاری ہو گیا۔

اس جگہ میں اپنے عزیز نوجوانوں سے کہنا چاہتا ہوں کہ ہم حضرت سلطان القلم کے ماننے والے ہیں۔ اس لئے ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ پوری ہمت اور اولوالعزمی سے پیغام حق کے پہنچانے کے لئے قلم کے ہتھیار کو استعمال کرے۔ اس زمانہ میں اشاعت دین کا یہ بہترین ذریعہ اور اعلیٰ جہاد ہے۔

ہمارے لئے یہ بات بڑی مسرت انگیز ہے کہ آج کل نوجوانوں بلکہ احمدی بچوں میں بھی

مضمون نگاری کا خاص جذبہ ہے اور انہیں اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے خالد اور تشحیذ الاذہان ایسے ماہنامے عطا کر رکھے ہیں۔ میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ احمدی بچوں، نوجوانوں، اور بوڑھوں کو بھی حضرت سلطان القلم کے حقیقی اور سچے وارث بنائے۔ اللّٰھم اٰمین یا رب العالمین ؎

مجلس خدام الاحمدیہ میدانِ عمل میں

مجلس چٹاگانگ کا دو روزہ سالانہ اجتماع

مجلس خدام الاحمدیہ چٹاگانگ کا دو روزہ سالانہ اجتماع ۲۶، ۲۷ ر شہادت کو منعقد ہوا۔ اس اجتماع میں ۹۲ خدام نے شمولیت کی۔ اجتماع کے دوران پنج گانہ نمازوں کے علاوہ نماز تہجد بھی باجماعت ادا کی جاتی رہی۔ تربیتی تقاریر میں خدام کو اسلامی اخلاق اور اسلامی طریق زندگی کو اپنانے کی ترغیب دلائی جاتی رہی۔ خدام کے علمی اور ورزشی مقابلے کروائے گئے

مجلس ڈھاکہ کا وقارِ عمل

ڈھاکہ میں ہماری جماعت کی ایک نئی مسجد زیر تعمیر ہے وہاں کی جماعت کے افراد نے ایک شاندار وقارِ عمل کر کے بے مثال نمونہ قائم کیا ہے۔ جس میں قریباً سوفی صد خدام شامل ہوئے۔ اس وقار عمل میں صوبائی امیر مکرم مولوی محمد صاحب نائب امیر مکرم چوہدری انور احمد صاحب کاہلوں اور امیر جماعت ڈھاکہ کے علاوہ متعدد معززین نے شرکت کی۔ اس بے مثال وقارِ عمل کو دیکھنے کے لئے متعدد غیر از جماعت افراد موجود تھے وہ حیران تھے کہ اتنے بڑے بڑے افسران کس طرح اپنے ہاتھ سے کام کرتے ہیں انہیں بتایا گیا کہ یہ سب کچھ اس زمانہ میں خلافت کی برکت ہے۔

مجلس راولپنڈی کے شب و روز

۳۰ ر ہجرت کو جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کیا گیا ساٹھ افراد نے شرکت کی ـــــ لغویات کے خلاف ایک خاص مہم چلائی گئی۔ چنانچہ ایک خادم نے سگریٹ نوشی ترک کی ـــ شعبہ اصلاح وارشاد کے تحت تین مسائل چھپوا کر حلقہ جات میں تقسیم کروائے گئے ـــــ ہیں۔ ایک خادم نے ایک بچہ کے لئے اپنے خون کا عطیہ پیش کیا اور سات خدام مکرم صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب کے لئے خون کا عطیہ دینے کے لئے ہسپتال بھجوائے گئے لیکن اسکی ضرورت پیش نہ آئی ـــــ ایک بے روزگار دوست کو ملازمت دلوائی گئی ؎

لائبیریا میں تبلیغِ اسلام

(مکرم مبارک احمد صاحب ساقی۔ مبلغ لائبیریا)

بحر اوقیانوس کے ساحل پر ایک چھوٹا سا ملک واقع ہے جس کی کل آبادی دس لاکھ کے قریب ہے اور رقبہ تقریباً ۴۳،۰۰۰ مربع میل ہے ۱۸۲۰ء میں امریکہ نے اس ملک کو آزاد شدہ غلاموں کو آباد کرنے کے لئے قائم کیا اور پھر ۱۸۴۷ء میں مکمل آزادی دے دی۔ کانسٹی ٹیوشن کے مطابق دنیا کے ہر ملک سے آئے ہوئے نیگرو کو یہاں آباد ہونے کی اجازت ہے بلکہ ایسے افریقن نیگرو جو دوسرے ملکوں سے یہاں آکر آباد ہونا چاہیں حکومت ان کو مفت زمین دیتی ہے۔

عیسائی مشن یہاں عرصہ سے کام کر رہے ہیں ان کے اپنے سکول، کالج اور ہسپتال بھی قائم ہیں ایک ریڈیو سٹیشن بھی ہے جہاں سے افریقہ کی ۵ کل زبانوں میں عیسائیت کی تبلیغ ہوتی رہتی ہے چونکہ یہ مشن امریکن ہیں اس لئے ان کے پاس مال کی فراوانی ہے اور ملک کے ایسے حصوں میں جہاں کوئی سڑک وغیرہ نہیں ہے عیسائی مشنری بذریعہ جہاز یا ہیلی کوپٹر وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق لائبیریا میں اسلام گنی GUINEA کے ایک سیاسی اور مذہبی رہنما المامی سو مارے کے ذریعہ پہنچا۔ انہوں نے فرنچ گنی میں وہاں کی حکومت کے خلاف جہاد کیا تھا۔ جب مخالفت بڑھی تو ان کے بعض پیرو لائبیریا آکر آباد ہو گئے اور ان کے ذریعہ اہل لائبیریا کو اسلام کا پیغام پہنچا۔

افریقہ کے دوسرے ملکوں کی طرح لائبیریا کے مسلمان بھی تعلیمی اور سیاسی میدان میں عیسائیوں سے بہت پیچھے ہیں۔ مسلمانوں کی تعداد اگرچہ ۲۷ فی صد ہے لیکن ان میں سے کوئی بھی سرکاری عہدوں پر فائز نہیں۔ بہت قلیل تعداد میں اکے دکے مسلمان سرکاری دفاتر میں کام کرتے ہوئے مل جائیں گے لیکن ان کی تعداد بہت کم ہے۔

اس وقت مسلمانوں کی دو جماعتیں ہیں ایک کا نام مسلم کمیونٹی آف لائبیریا ہے اور دوسری کا نام مسلم کانگریس آف لائبیریا۔ دونوں نے ایک ایک سکول جاری کیا تھا لیکن فنڈز کی کمی اور کوالیفائڈ سٹاف

نہ ملنے کی وجہ سے سکول کامیاب نہیں ہو سکے۔

ابتداء ۱۹۱۷ء میں لائبیریا کے ایک شخص نے مرکز سے لٹریچر منگوایا تھا اس کے بعد ۱۹۵۲ء میں پہلی مرتبہ سیرالیون کے مشن کے انچارج مکرم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری چند دنوں کے لئے وہاں تشریف لے گئے۔ آپ نے پریذیڈنٹ جناب ٹب مین سے ملاقات کی اور انہیں قرآن مجید کا ایک نسخہ بطور تحفہ پیش کیا۔ پریذیڈنٹ صاحب کے علاوہ مکرم مولانا صدیق صاحب نے دوسرے اکابرین کو بھی لٹریچر پیش کیا۔

۱۹۵۶ء میں مکرم مولوی محمد اسحٰق صاحب صوفی کے ذریعہ مستقل طور پر مشن کا قیام عمل پذیر ہوا آپ نے وہاں تقریباً اڑھائی سال قیام کیا۔ اس عرصہ میں منرویا لائبیریا کے دارالخلافہ میں ایک جماعت قائم کی۔ ایک موقعہ پر آپ نے لائبیریا کی تمام Cabinet کو خطاب کیا اور پیغام حق پہنچایا۔ اپنے عرصہ قیام میں مکرم صوفی صاحب نے ایک عدد بک شاپ بھی کھولی جو بعد میں کافی ترقی پذیر ہوئی اور مشن کے لئے کافی آمد کا ذریعہ ثابت ہوئی اور مشن خود کفیل ہو گیا۔

آپ کے بعد ۱۹۵۹ء میں مکرم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری نے مشن کا چارج لیا آپ نے وہاں تقریباً ڈیڑھ سال تک قیام کیا اور مشن کے کام کو بدستور جاری رکھا

۱۹۶۱ء کے شروع میں خاکسار کو لائبیریا بھجوایا گیا اور تقریباً ۹ سال تک وہاں کام کیا۔

اس وقت بفضلِ خدا منرویا شہر سے باہر کئی ایک مقامات پر ہماری جماعتیں قائم ہو چکی ہیں اور علاقہ کیپ ماؤنٹ کے ایک گاؤں Largo میں سکول بھی کھل چکا ہے جس کے لئے گورنمنٹ نے سالانہ گرانٹ کی منظوری بھی دے دی ہے۔

ہمارا اپنا مشن ہاؤس ہے جو شہر کے وسط میں ہے جہاں جماعت کے ہفتہ وار اجلاس ہوتے ہیں اور شام کو مختلف طلباء کے لئے عربی کلاس بھی جاری ہے۔

اپنے عرصہ قیام میں خاکسار کا ہر ہفتہ ایک مضمون وہاں روزنامہ اخبار The Liberian Star میں شائع ہوتا تھا جو قارئین کے لئے کافی دلچسپی کا باعث رہا کئی ایک بار اختلافی مسائل پر لکھنے کا موقع بھی ملا۔

لائبیریا اگرچہ عیسائی ملک ہے لیکن وہاں پر ہر مذہب کے پیروکاروں کو کھلی تبلیغ کی اجازت ہے۔ آپ ملک کے جس حصہ میں چاہیں جا کر تبلیغ کر سکتے ہیں۔ ایک موقعہ پر ہمارے ایک دوست کو بعض لوگوں کی شرارت کی وجہ سے جیل میں ڈال دیا گیا۔ اور ان پر الزام لگایا گیا کہ انہوں نے عام مسلمانوں کے خلاف باتیں کی ہیں۔ اس پر خاکسار نے اٹارنی جنرل صاحب سے بات کی تو وہ سخت طیش میں آ گئے اور کہنے لگے کہ جب ہماری کانسٹی ٹیوشن اس بات کی اجازت دیتی ہے

کہ ہر شخص کو اپنے عقیدہ کے مطابق اپنے مذہب کی
پیروی کا حق حاصل ہے تو پھر مجسٹریٹ کو کس نے
اجازت دی کہ وہ کسی شخص کو محض اختلاف عقیدہ
کی وجہ سے جیل میں ڈال دے۔ چنانچہ انہوں
نے اُسی وقت مجسٹریٹ متعلقہ کو تار بھیجا کہ وہ
ملزم کو فی الفور رہا کر دے۔

خاکسار کو وہاں پر متعدد بار لائبیریا کے ٹیلیویژن
اور پھر ریڈیو پر اسلام پر تقاریر کا موقعہ ملا۔ سکولوں
کے علاوہ وہاں کی یونیورسٹی میں بھی جا کر تقاریر کیں
اور طلباء میں لٹریچر تقسیم کیا۔ ایک دفعہ تقریر میں جب
خاکسار نے بیان کیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام
صلیب پر فوت نہ ہوئے تھے بلکہ زندہ اتار لئے
گئے تھے اور کشمیر میں جا کر طبعی وفات پائی تو طلباء
میں اس قدر اشتیاق پیدا ہوا کہ انہوں نے خاکسار
کو متعدد بار یونیورسٹی بلا کر مختلف کلاسوں میں تقاریر
کرائیں اور سوالات کے ذریعے مزید معلومات حاصل
کیں۔

لائبیریا کی حکومت ہماری جماعت کی مساعی
سے بفضلِ خدا بہت متاثر ہے چنانچہ جب پریذیڈنٹ
آف لائبیریا ۱۹۶۵ء میں علاج کے لئے انگلینڈ گئے
اور وہاں پر انہیں مسجد فضل لندن میں جماعت کی
طرف سے ڈنر دیا گیا تو آپ نے لائبیریا میں ہماری
جماعت کی مساعی کو سراہتے ہوئے فرمایا کہ میں آپ
لوگوں کے طریق تبلیغ سے اس قدر متاثر ہوں کہ میں نے
اپنے متعلقہ آفیسروں کو حکم دے رکھا ہے کہ حکومت
کی طرف سے جو بھی تقریب ہو اس میں جماعت احمدیہ
کے مشنری کو ضرور بضرور بلایا جائے

اس موقعہ پر آپ نے امام مسجد لندن
جناب بشیر احمد صاحب رفیق کو لائبیریا آنے کی
دعوت دی۔ چنانچہ جب امام صاحب ۱۹۶۷ء
میں لائبیریا کے یوم آزادی کی تقریبات میں شرکت
کے لئے آئے تو انہیں حکومت کی طرف سے
بہت اعزاز دیا گیا۔ پریذیڈنٹ صاحب نے اپنے
یوم آزادی کے پیغام میں اس بات کا خصوصیت
سے ذکر کیا کہ آج ہماری اس خوشی میں ایک روحانی
لیڈر امام بشیر رفیق بھی شامل ہیں۔

لائبیریا میں کئی ایک قبائل کے لوگ آباد
ہیں لیکن ان میں مسلمان وائی VAI اور
مینڈنگو MANDINGO قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔
خاکسار نے اپنے عرصہ قیام میں قرآن مجید کے
پارہ اوّل کا بزبان وائی ترجمہ کرایا۔ اسی طرح چند ایک
اشتہارات بھی اس زبان میں شائع کرائے وہاں
کی لوکل زبانوں میں سے VAI زبان ہی ہے
جو لکھی جاتی ہے اور اس کے متعلق مشہور ہے کہ
اس کے الفاظ ایک مسلمان معلم کو خواب میں سکھائے
گئے تھے۔

ہماری جماعت کے احباب زیادہ تر VAI
قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگرچہ درجن سے زیادہ
لوکل زبانیں بولی جاتی ہیں لیکن ملک کے ہر حصہ
میں بلکہ گاؤں وغیرہ میں بھی انگریزی بولی اور سمجھی جاتی

ہے۔ ملک کی قومی زبان بھی انگریزی ہی ہے۔

۲۹ر اپریل ۱۹۷۰ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اپنے مغربی افریقہ کے دورہ کے سلسلہ میں لائبیریا پہنچے۔ ایئرپورٹ پر احباب جماعت کے علاوہ پریذیڈنٹ ٹب مین کے خاص نمائندہ مسلمان گورنر اور دیگر اکابرین نے حضور ایدہ اللہ کا استقبال کیا۔ ہوائی اڈے سے شہر تک پہنچنے کے لئے جو تقریباً ۵۴ میل کا فاصلہ ہے جناب پریذیڈنٹ صاحب نے حضور ایدہ اللہ کے لئے اپنی کار بھجوائی ہوئی تھی۔ جونہی حضور کی کار شہر سے گزرتی سائرن بجتا تھا اور تمام لوگ راستہ صاف کر دیتے اور اس طرح کار سُرخ لائٹوں سے بھی گزر جاتی۔

حضور ایدہ اللہ اور بیگم حضرت سیّدہ منصورہ بیگم صاحبہ کے اعزاز میں پریذیڈنٹ جناب ٹب مین اور ان کی بیگم صاحبہ نے گورنمنٹ ہاؤس Executive Mansion میں ایک عالی شان ڈنر دیا جس میں حکومت کے وزراء، مختلف ملکوں کے سفراء، عمائدینِ شہر، چرچ کے بڑے بڑے عہدیداران کے علاوہ معززینِ شہر نے بھی شرکت کی۔ ڈنر کے بعد تقریر کرتے ہوئے پریذیڈنٹ جناب ٹب مین نے حضور ایدہ اللہ کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ حضور ایدہ اللہ کی آمد ان کے لئے باعث عزت ہے۔

اپنے عرصہ قیام میں حضور ایدہ اللہ نے پریس کانفرنس سے بھی خطاب کیا۔ انفرادی ملاقات کے علاوہ جماعت کے احباب کو نصائح فرمائیں۔ لبنان کے سفیر خود حضور کی قیام گاہ پر ملاقات کے لئے آئے اور کئی ایک سوالات پوچھے۔ حضور ایدہ اللہ لائبیریا کے قیام کے دوران جہاں جہاں گئے حضور کی تمام تر مصروفیات کے نظارے وہاں کے ٹیلیویژن پر دکھائے گئے اور اسی طرح ریڈیو پر ان کا تذکرہ نشر ہوتا رہا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضور کا یہ دورہ بہت کامیاب رہا اور اہل لائبیریا کے ہزارہا افراد کو حضور ایدہ اللہ کو دیکھنے اور آپ سے فیض یاب ہونے کا موقع ملا۔

لائبیریا بہت ہی پُرامن ملک ہے کبھی بھی کسی قسم کا کوئی سیاسی یا دیگر ہنگامہ دیکھنے میں نہیں آیا۔ طلباء اور دیگر فیکٹریوں وغیرہ کے کارندوں نے کبھی ہڑتال نہیں کی۔ پریذیڈنٹ جناب ٹب مین ربع صدی سے زائد عرصہ تک وہاں کے صدر چلے آرہے ہیں بہت ہی خدا ترس، ملنسار اور رحم دل انسان ہیں بہت ہی مقبول ہیں اور اہل لائبیریا ہر وقت ان کی خیر و عافیت اور سلامتی کے لئے دعا گو ہیں۔

ہماری دعا ہے کہ جس طرح یہ ملک دنیاوی لحاظ سے بالکل پُرامن ہے۔ اور معدنیات سے بھرپور ہے خدا کرے کہ روحانی لحاظ بھی یہ ملک خدا تعالیٰ کی برکات کا حامل ہو اور یہ لوگ اسلام اور احمدیت کی برکات سے متمتع ہو سکیں۔

قسط سوم

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ

کی

سیرت و سوانح

مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ہم ممنون ہیں کہ انہوں نے حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت کے بعض زرّیں واقعات تحریر کر کے بھجوائے ہیں۔ ان واقعات کی دو اقساط شہادت اور ہجرت کے شماروں میں چھپ چکی ہیں امید ہے کہ آپ آئندہ بھی خالد کو حضور رضی اللہ عنہ کی سیرت اور آپ کے ارشادات سے مستفیض فرماتے رہیں گے۔ ——— ادارہ

حضرت فضل عمر المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سب افعال بطور نمونہ قابل تعمیل تھے اور رہنمائی کا موجب تھے۔ آپ کی ساری زندگی تبلیغ کے لئے ہی وقف تھی۔ ہر وقت خیال اس طرف ہی رہتا تھا۔ اس امر کا اندازہ اس بظاہر معمولی سے واقعہ سے ہوتا ہے کہ ایک دفعہ جب حضور ناصر آباد اسٹیٹ میں تشریف لے گئے تو حضور گھوڑوں پہ سوار ہو کر عملہ ناصر آباد کے ساتھ فصل کا معائنہ کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ ڈیرہ پر مکرم محترم ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب تھے۔ وہ اپنے ساتھ مچھلی پکڑنے کا سامان بھی لے کر گئے تھے مکرم ڈاکٹر صاحب نے خاکسار کو کہا کہ اس عرصہ میں ہم ڈھورے پر مچھلی کا شکار کریں شکار کا سامان تو ہے۔ چنانچہ ہم ڈھورے پر گئے ابھی چار پانچ مچھلیاں پکڑی تھیں کہ حضور مع احباب اس جگہ پہنچے جہاں مکرم ڈاکٹر صاحب مچھلی کا شکار کر رہے تھے۔ حضور گھوڑے سے اتر پڑے اور

فرمایا ڈاکٹر صاحب ہم بھی شکار کرتے ہیں۔ چنانچہ مکرم ڈاکٹر صاحب نے کُنڈی پہ کنڈویہ لگا کر کنڈی حضور کو دی۔ جونہی کنڈی کا سے باندھا تو اسر کنڈا مچھلی کے کنڈویہ کھانے کی کوشش میں ہِلتا حضور ڈوری کھینچ لیتے دو تین مرتبہ ایسا ہُوا۔ حضور نے ڈوری ڈاکٹر صاحب کے حوالہ کرتے ہوئے فرمایا ہمارے لئے اس کام میں وقت لگانا معلوم ہوتا ہے منشاء الٰہی نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے تو ہمیں مچھلی پکڑنے کے لئے نہیں بلکہ آدمیوں کو پکڑنے کے لئے مقرر فرمایا ہے

اس معمولی فقرے سے حضور کے ذہن میں ہر وقت رہنے والے خیالات اور فرائض کا اندازہ ہوتا ہے جس کا اظہار ایک تفریح کے موقع پر بھی ہُوا۔

◎
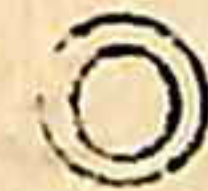
ایک دوسرا واقعہ جس کا تعلق تبلیغی سرگرمیوں سے ہے یہ ہے کہ تحریک جدید کے ابتدائی عرصہ میں حضور رضی اللہ عنہ نے تحریک جدید کے زیر انتظام کچھ اشتہارات کی فوری اشاعت کا انتظام فرمایا۔ حضور کی طرف سے ان اشتہاروں اور ٹریکٹوں کے لیے مضمون عموماً جمعرات کے دن عصر کی نماز کے بعد ایک ایک ورق کی صورت میں ملتا تھا یعنی جس قدر مضمون حضور تحریر فرماتے ساتھ ساتھ نیچے بھجوا دیتے کہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی نظر ثانی کے بعد فوراً کاتبوں کے حوالہ کیا جائے پھر کاپی کا مضمون سے مقابلہ کر کے درستی کرا کر اسے فوراً پریس میں دیا جاوے اور پھر بعد طباعت مختلف جماعتوں کے نام پیکٹ بنا کر دستی اور باقیوں کو بذریعہ ریلوے پارسل بھجوایا جاوے ان میں سے ایک اشتہار کا نام "اقبال کا پیغام" اور ایک کا "زندہ خدا کا زندہ نشان" تھا۔

چنانچہ حضور کی ہدایات کے مطابق راتوں رات چھپوا کر ہزاروں کی تعداد میں باہر جماعتوں کو تقسیم کے لئے بھجوایا جاتا رہا۔ اور صبح سویرے روانہ ہونے والی گاڑی پہ کارکن کے ذریعہ بٹالہ، امرتسر، لاہور، لائل پور جمعہ کے وقت سے پہلے پہنچا دیا جاتا۔

●

تربیتی افواص کے ضمن میں بعض واقعات درج ذیل ہیں :۔

حضور رضی اللہ عنہ کے ساتھ کام کرتے ہوئے ایک مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ حضور نے یاد فرمایا تو دیکھا کہ حضور نے ریش مبارک کو مہندی لگائی ہوئی ہے اور اوپر کپڑا باندھا ہُوا ہے اس حالت میں بجائے آرام سے لیٹنے کے کاغذات پیش کرنے کا موقعہ عطا فرمایا اور ہدایات سے نوازتے رہے۔ اسیطرح جب کہ حضور کو غالباً ۵۱-۵۲ء میں گلے میں سخت تکلیف تھی اور بولا بھی نہیں جاسکتا تھا حضور نے کاغذات پیش کرنے کے لئے فرمایا اور حضور کاغذات کا مضمون سُن کر ایک دوسرے کاغذ پہ قلم سے ارشاد نوٹ فرما دیتے تھے۔

●

اسیطرح ایک موقعہ پہ جب کہ حضور بیمار تھے

اور حضور ربوہ کے کچے چوبارہ میں مقیم تھے ایک معاملہ
کے متعلق تحقیقات کا کام تھا، حضور نے متعلقہ احباب
کو اوپر کے چھوٹے سے کچے کمرہ میں ہی بلوالیا، حضور
انڈونیشین دھوتی پہنے ہوئے تھے اسی حالت میں حضور
چارپائی پر تشریف فرما رہے اور باقی دوست فرش
پر بیٹھ گئے اور کئی گھنٹہ تک بیانات ہوتے رہے
حضور نے ظاہری ٹیپ ٹاپ کو نظر انداز فرماتے
ہوئے کام کو مقدم سمجھا۔ اور اس حالت میں ہی کام
جاری رکھا۔ یہ واقعہ سب نوجوانوں کے لئے خاص طور
پر قابل تقلید ہے۔ چنانچہ حضور نے اپنے دستور عمل کو
ہی ملحوظ رکھتے ہوئے ایک مرتبہ واقفین زندگی کے
لئے یہ ہدایت فرمائی تھی کہ جب تک کوئی شخص شدید
بیمار نہ ہو جاوے کہ کام کرنے کے ناقابل ہو وہ کام
کرتا رہے۔ اور رخصت منظور نہ کی جایا کرے۔

●

اس ضمن میں ایک اور واقعہ بھی ہے کہ خاکسار
انچارج تحریک جدید کے طور پر کام کرتا تھا۔ حضور
نے وقت کی تنگی کی وجہ سے خاکسار کو بھی کاغذات
پیش کرنے کے لئے یاد فرمایا۔ اور مکرم مولوی جلال الدین
صاحب شمس کو بھی ارشاد فرمایا کہ وہ کشمیر کمیٹی سے
متعلقہ کاغذات پیش کریں۔ پہلے حضور میرے کاغذ
پیش کرنے پر ہدایت دیتے۔ پس حضور کی ہدایت کو
لکھنے میں مصروف ہوتا تو اس وقت میں مکرم شمس
صاحب حضور کی خدمت میں کاغذ پیش کرتے اور وہ حضور
کی ہدایت کو نوٹ کرنے میں مصروف ہوتے تو
خاکسار دوسرا کاغذ پیش خدمت کر دیتا۔ اس طرح
سے حضور نے بیک وقت دو احباب کو کاغذات
پیش کرنے کا موقعہ عطا فرمایا۔

حضور نے اپنے اسی نظریہ کا کئی دفعہ اظہار
فرمایا تھا کہ کسی آدمی کے لئے کسی کام کے کر سکنے
سے کلی طور پر معذوری کا اظہار نامناسب ہے ہر
کام براہ راست یا بالواسطہ سرانجام دیا جا سکتا ہے
چنانچہ عملی صورت ایک دفعہ یہ ہوئی کہ کانگریس کے
زیر اہتمام ڈھلنگر علاقہ بمبئی میں اخبارات میں ایک
صنعتی نمائش کے انتظام کے لئے بہت پروپیگنڈہ تھا
ان دنوں دارالصناعت کے ضمن میں صنعتی معلومات
حاصل کرنے کی غرض سے حضور نے خاکسار کو اس
نمائش کے دیکھنے کے لئے ارشاد فرمایا اور خاکسار
کے ساتھ دو گریجویٹ واقفین زندگی مکرم چوہدری
خلیل احمد صاحب ناصر اور چوہدری محمد شریف صاحب
کو بھجوایا تاکہ اگر وہاں لیڈروں سے ملنے کا موقع ہو
یا صنعتی نمائش کے موقعہ پر ترجمان کی ضرورت ہو
تو ان سے کام لیا جاوے۔ کیونکہ گجرات کاٹھیاواڑ
کے علاقہ کی زبان گجراتی ہے لیکن انگریزی سے
کام لیا جا سکتا ہے اور خاکسار انگریزی سے زیادہ
واقف نہ تھا اس لئے حضور نے ذمہ دار تو خاکسار
کو ہی رکھا لیکن سہولت کے لئے دو گریجویٹ
نوجوانوں کو میری علمی کمی کو پورا کرنے کے لئے ساتھ بھجوایا

●

ایک موقعہ پر جب کہ حضور سندھ میں اپنی

اراضی محمود آباد اسٹیٹ کے قریب کے نالہ ڈھورہ میں کشتی پہ سوار سیر فرما رہے تھے۔ خاکسار بھی حضور کے ہمراہ تھا حضور نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا تم کشتی چلا سکتے ہو خاکسار نے عرض کیا کہ قادیان کی ڈھاب میں تو کئی مرتبہ موقعہ ملا ہے اس پہ فرمایا کہ کشتی پانی کے بہاؤ کی خلاف جا رہی ہے اس نالے میں سرکنڈے کے پودے جگہ جگہ اُگے ہوئے ہیں تمہارا امتحان لیتے ہیں کہ کتنی دُور تک ان سے الجھنے کے بغیر کشتی چلا سکتے ہو۔ چنانچہ خاکسار نے اکیلے ہی کشتی چلانا شروع کی۔ تین چار جگہ سے تو بچ نکلا بالآخر ایک جگہ کشتی رک گئی تو حضور مسکرائے اور دوسرے آدمی کو امداد کے لئے فرمایا۔

●

اسیطرح کراچی میں جب کہ حضور منورہ تشریف لے گئے وہاں ایک ڈچ کارگو جہاز حضور نے دیکھا حضور نے اظہار فرمایا کہ ڈچ جہاز بہت صاف ستھرے ہوتے ہیں۔ حضور کے اہل بیت بھی ہمراہ تھے اس جہاز کے کپتان سے جہاز کو دیکھنے کے لئے اجازت بھی فوراً مل گئی۔ جب حضور اسے دیکھ کر بہت خوش خوش واپس تشریف لائے تو مجھے مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیا کبھی پہلے جہاز اندر سے دیکھا تھا میں نے عرض کیا کہ نہیں تو دریافت فرمایا کہ جو تصوّر تمہارے دل میں جہاز کے متعلق تھا یہ جہاز اس سے بڑا تھا یا چھوٹا۔ خاکسار نے

عرض کیا کہ تصوّر کے مطابق ہی تھا۔ حضور نے فرمایا کہ یہ کیسے کیونکہ عموماً جہاز کے متعلق اسے دیکھنے سے پہلے یہ تصوّر ہوتا ہے کہ وہ بہت بڑا ہوتا ہے اور دیکھنے پر چھوٹا معلوم ہوتا ہے خاکسار نے عرض کیا کہ جہاز ران کمپنیوں کے تفصیلی شائع کردہ لٹریچر کی وجہ سے اس کی لمبائی چوڑائی اور کمروں کے متعلق تصور جو قائم ہو گیا تھا یہ اس کے مطابق ہی نکلا حضور نے فرمایا کہ ہاں پھر تو ٹھیک ہے۔

●

جب قادیان میں تحریک جدید کو رجسٹرڈ کرانے کا خیال پیدا ہوا تو حضور نے فرمایا کہ یہ کام ایک ہفتہ کے اندر اندر ہو جانا ضروری ہے اسی طرح قادیان سے ۱۹۴۷ء میں لاہور آجانے پر حضور کا یہ ارشاد مجھے ملا کہ ایک ہفتہ کے اندر رجسٹری کرایا جاوے۔ چنانچہ دونوں موقعوں پر دن اور رات ایک کر کے اور مکرم محترم شیخ بشیر احمد صاحب کے مکان پر ہی مقیم ہو کر دونوں مرتبہ یہ کام اس عرصہ کے اندر اندر سر انجام پا گیا۔ یہ سب کچھ حضور کی توجہ، دعا اور جذبہ کے ماتحت ہی ہوا حالانکہ عام حالات میں ایسے کام کے لئے بہت وقت صرف ہو جاتا ہے۔

●

ایک موقعہ پہ قادیان میں صبح صبح مکرم خان میر خان صاحب سابق پہرہ دار ایک معمولی

کاغذ پر حضور رضی اللہ عنہ کا رقعہ لے کر میرے مکان پر آئے جس کا مضمون یہ تھا کہ آٹھ ہزار روپے ساتھ لے کر ایک گھنٹہ کے اندر اندر باہر جانے کے لئے تیار ہو کر رپورٹ کرو۔ خاکسار نے رقعہ لے لیا اور سوچ میں پڑ گیا کہ یہ سارا کام ایک گھنٹہ کے اندر کیسے ہوگا۔ کیونکہ روپیہ خزانہ سے نکلوانا ہے اور دفاتر ۹ بجے کھلتے ہیں۔ پھر باہر جانے کے لئے بھی کچھ معلومات نہیں کہ کس جگہ یا کس علاقہ میں جانا ہے اور کتنے عرصہ کے لئے جانا ہے۔ سردیوں کا موسم ہے بستر وغیرہ کے متعلق کیا فیصلہ کیا جائے بالآخر دل نے یہی فیصلہ کیا کہ فوراً رقم برآمد کرانے کا انتظام کیا جاوے۔ معقول رقم پاس ہوگی سفر کے حالات کے مطابق جو انتظام ضروری ہوگا ہو جائے گا چنانچہ خاکسار مکرم محترم مرزا محمد شفیع صاحب محاسب کے مکان پر حاضر ہوا اور حضور کا رقعہ دکھایا۔ انہوں نے سید محمود عالم صاحب امین کی طرف بھجوایا کہ باقاعدہ رقم برآمد کرانے میں تو دیر ہو جائے گی اس لئے حضور کے ارشاد کی وجہ سے امین خزانہ سے ہی اس رقعہ پر وصولی کرا کر رقم دے دی جائے اور حضور سے ہدایت بعد میں حاصل کر لی جائے گی۔ خاکسار مکرم سید محمود عالم صاحب کے ہاں گیا وہ فوراً ہی تیار ہو کر میرے ساتھ آ گئے اتنے میں مکرم مرزا صاحب بھی تیار ہو گئے تھے اور ابھی گھنٹہ میں چند منٹ باقی تھے کہ خاکسار نے حضور کی خدمت میں تعمیل ارشاد کی رپورٹ کر دی۔ حضور نے فرمایا بہت اچھا ابھی قادیان سے باہر جا رہا ہوں تم نے بھی ساتھ جانا ہے خاکسار جب احمدیہ چوک میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ حضور کی کار تیار ہے۔ چند منٹ کے بعد حضور تشریف لائے اور پہلی دفعہ حضور کی کار میں حضور کے ساتھ لگ کر بیٹھنے کا موقعہ ملا۔ حضور پہلے لاہور پہنچے پھر ایک خاص کام کے لئے مجھے ایک دوسرے شہر بھجوایا اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے کوئی دقت پیش نہ آئی۔ خاکسار نے بھی سردی کے موسم کے پیش نظر گرم اچکن اور ایک لوئی کے علاوہ کوئی کپڑا نہ لیا کہ اس طرح سے پیدل سفر بھی ہو سکتا ہے۔ اور کسی کمرہ کے کونے میں بیٹھ کر وقت گزر سکتا ہے اس واقعہ سے یہ سبق ملا کہ فوری طور پر جو انتظام ہو سکے کر لیا جائے اور غیر ضروری دور اندیشی سے اپنی پریشانی کو بڑھانا مناسب نہیں ہوتا۔

•

ایک دفعہ جب کہ حضور غالباً ۳۹-۱۹۳۸ء میں سندھ تشریف لے گئے خاکسار بھی ہمراہ تھا حضور جب میرپور خاص پہنچے تو حضور خود تو ناصر آباد تشریف لے گئے اور مجھے فرمایا کہ میں رات کی گاڑی سے ناصر آباد پہنچوں۔ حضور نے ایک چیک دیا کہ بنک سے رقم برآمد کرائی جاوے اور ریزگاری اور چھوٹے نوٹ لئے جائیں جن کی جاتی کپاس کے موسم کی وجہ سے اسٹیٹوں میں بڑی ضرورت ہے اور مکرم بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی اور مکرم نیک محمد خان صاحب کو بھی میرے ساتھ ہی رات کو آنے کا ارشاد فرمایا اگلے

کہ نقدی پاس ہوگی اور رات کا وقت ہوگا حفاظت ضروری ہے چنانچہ جب کنجیجی کے ریلوے سٹیشن پر رات ۱۲ بجے ہم پہنچے تو گھوڑے سٹیشن پر موجود تھے۔ جب ناصر آباد اسٹیٹ پہنچے تو دیکھا کہ حضور واٹر ورکس کے کنارے ایک کچے کمرہ میں مقیم ہیں (ابھی حضور کی کوٹھی تعمیر نہیں ہوئی تھی) حضور کے کمرے کے ساتھ کے کمرے میں مکرم ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب ٹھہرے ہوئے تھے۔ حضور کی خدمت میں ہمارے آنے کی اطلاع دی گئی حضور نے اسی سوراخ سے جو ساتھ کے کمرے میں ملحقہ دیوار سے کھلتا تھا اور جس پر پردہ کے طور پر کپڑا لٹکایا ہوا تھا۔ حضور نے مکرم ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کو فرمایا کہ انور صاحب سے ریزگاری وغیرہ لے لیں تاکہ یہ رات کو آرام سے سو سکیں۔ یہ حضور کی خاص شفقت اور مہربانی تھی کہ حضور نے اپنے ادنے خدام کا اس قدر خیال فرمایا اس وقت معلوم ہوتا تھا کہ حضور انتظار میں تھے یا تو اس فکر میں نیند بہت ہلکی تھی یا پھر ابھی سوئے ہی نہ تھے۔ اس کمرہ کی حالت یہ تھی کہ اس کے صحن کے باہر دروازہ بھی نہ تھا بلکہ سرکنڈے سے بنی ہوئی پنل کو سرکا کر راستہ بند کیا جاتا تھا۔ حضور جو اس اسٹیٹ اور دوسری اسٹیٹوں کے مالک تھے ان کے لئے کیا مشکل تھا کہ فوری طور پر اچھا مکان تعمیر کروالیا جاتا لیکن حضور نے سادگی ہی کو پسند فرمایا اور محض ذاتی آرام کا زیادہ خیال نہ فرمایا جو احباب کے لئے مثال ہے۔

ولولۂ تبلیغ —— کلامِ محمود

غم اپنے دوستوں کا بھی کھانا پڑے ہمیں	اغیار کا بھی بوجھ اٹھانا پڑے ہمیں
اس زندگی سے موت ہی بہتر ہے اے خُدا	جس میں کہ تیرا نام چھپانا پڑے ہمیں
منبر پہ چڑھ کے غیر کہے اپنا مدّعا	سینہ میں اپنے جوش دبانا پڑے ہمیں
سُن مدعی نہ بات بڑھا تا نہ ہو یہ بات	کوچہ میں اس کے شور مچانا پڑے ہمیں
پھیلائیں گے صداقتِ اسلام کچھ بھی ہو	جائیں گے ہم جہاں بھی کہ جانا پڑے ہمیں
پرواہ نہیں جو ہاتھ سے اپنے ہی اپنا آپ	حرفِ غلط کی طرح مٹانا پڑے ہمیں
محمود کر کے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار	روئے زمین کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں

احمدی نوجوانوں سے خطاب

(جناب فیض چنگوی سابق ایڈیٹر المصلح کراچی)

یہ ظلمت کا سایہ مٹانا ہے تم نے — جہاں کو منوّر بنانا ہے تم نے

خدا کے شر بچوں سے جنگ کرنا — کہ تثلیث کا گھر بھی ڈھانا ہے تم نے

جو عیسیٰ بتاتے ہیں زندہ فلک پہ — اُسے گور میں لا سُلانا ہے تم نے

جو ساتھی پسِ راہ بچھڑے ہوئے ہیں — انہیں ساتھ اپنے ملانا ہے تم نے

ہوئی جس کی شمعوں سے پُرنور دنیا — اُسی انجمن کو سجانا ہے تم نے

خدا کے نبی نے جو پیغام بخشا — وہ پیغام سب کو سُنانا ہے تم نے

جو غفلت میں اہلِ جہاں سو رہے ہیں — انہیں غُل مچا کر جگانا ہے تم نے

جو مشرق کے سوتوں کو آواز دو گے — تو مغرب کا بھی سر ہلانا ہے تم نے

یہ دشنام کیا ہیں کہ پتھر بھی کھا کر — خدا کا تو وعدہ نبھانا ہے تم نے

جو احکامِ قرآں سے سرکش ہیں بندے — اُنہیں تابعِ فرماں بنانا ہے تم نے

رہِ حق سے بھٹکی ہوئی ہے یہ دُنیا — اِسے راہِ روشن دکھانا ہے تم نے

پہاڑوں پہ چڑھنا اشارے کو پاتے — تو دریا میں بھی کُود جانا ہے تم نے

بھلائی سے احسان و تقویٰ سے اپنے — سرِ دو جہاں کو جھکانا ہے تم نے

زمینِ کہن میں نئی جان دے کر — نیا آسماں بھی بنانا ہے تم نے

جو چشمے فقط آسماں پہ ہیں جاری — انہیں اب زمیں پہ بہانا ہے تم نے

گلستاں کو خونِ جگر بھی دے کر — ثمر باغِ احمد سے کھانا ہے تم نے

درشانِ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ

مکرم جناب حکیم سید عبدالہادی صاحب بہاری

میرے پیارے آقا تو محبوب ہے خدا کا
تو ہی ہے رہبرِ دیں یا ب دینِ مصطفےٰ کا

تیرا وجود آقا مثلِ بشر ہے لیکن
نورِ خدا ہے تجھ میں سایا ہے مصطفےٰ کا

کیونکر نہ فوقیت ہو سارے جہاں پہ تجھکو
سالارِ قافلہ ہے، ہے خضرِ بے نوا کا

نورِ محمدی سے روشن ہے تیرا سینہ
جلوہ فگن ہے ہر سو اس نور کی ضیا کا

اخلاق میں مجسم احسان میں سراپا
عشقِ محمدی میں ہر فعل ہے رضا کا

ہر فرد تیرا خادم احمد کا جو ہے خادم
دشمن بھی سرنگوں ہے یہ فضل ہے خدا کا

مجھ پر کرم اگر ہو، الطاف کی نظر ہو
مجھ پر بھی کچھ ہو سایا اس نور کی ردا کا

ہادی کی یہ دعا ہے! ہو عمر تیری لمبی
اسلام کا ہو غلبہ، پرچم ہو مصطفےٰ کا

حضرت ابو رافع رضؓ (قبطی)

از عرفان احمد خان صاحب ربوہ

آپ کا نام اسلم اور کنیت ابو رافع تھی۔ بعض نے آپ کا نام ابراہیم اور بعض نے ثابت لکھا ہے۔

ابتداء میں آپ حضرت عباسؓ کے غلام تھے انہوں نے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دیا تھا۔ جب حضورؐ کو حضرت عباس کے مسلمان ہونے کی خبر ملی تو آپ نے اس خوشی میں انہیں آزاد کر دیا۔

حضرت ابو رافعؓ اُن لوگوں میں سے ہیں جن کے دل پر نبوت کا پُر جلال چہرہ ہی دیکھ کر اسلام کا نقش بیٹھ گیا۔ آپ کے اسلام لانے کا واقعہ اس طرح ہے کہ ایک مرتبہ قریش نے انہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی کام سے بھیجا حضورؐ کو دیکھتے ہی ان کا دل اسلام کی طرف مائل ہو گیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! اب میں قریش کے پاس واپس نہیں جاؤں گا۔" حضور نے فرمایا "میں عہد شکنی نہیں کرتا اور قاصد کو نہیں روکتا۔ اس وقت تو تم واپس چلے جاؤ۔ اگر تمہارے دل میں بدستور اسلام کا جذبہ باقی رہا تو پھر چلے آنا۔

چنانچہ اس ارشادِ نبویؐ کے ماتحت آپ واپس چلے گئے اور دوبارہ حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ تاہم کچھ عرصہ تک قریش کے خوف سے کھُلم کھُلا اظہار نہیں کیا ایک موقعہ ایسا آیا جب وہ اپنے جوشِ ایمانی کو چھپا نہ سکے اور قریش کے سامنے اظہارِ حق کر ہی دیا۔ اس واقعہ کا ذکر وہ خود اس طرح کرتے ہیں۔

میں ایک کمزور آدمی تھا ایک حجرے میں پیالے بنایا کرتا تھا ایک دن میں اسی میں بیٹھا ہُوا پیالے بنا رہا تھا اور میرے پاس ام الفضلؓ بھی بیٹھی تھیں۔ جنگ بدر میں مسلمانوں کی فتح اور مشرکینِ مکہ کی شکست سے ہم لوگ بہت خوش تھے کہ یکایک بدکار ابولہب آیا اور حجرے کی رسیوں کے پاس بیٹھ گیا۔ اچانک ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب بھی وہاں آ گئے۔ ابولہب

نے کہا "بھتیجے ادھر آؤ اور جنگ بدر کے متعلق ہمیں کچھ بتاؤ۔ (جنگ بدر میں ابولہب نے اپنی بجائے عاص بن ہشام بن مغیرہ کو بھیج دیا تھا) آخر اس وقت لوگوں کی کیا کیفیت تھی؟" ابوسفیان نے جواب دیا "واللہ کچھ نہ تھا سوائے اس کے کہ ہم لوگ مسلمانوں سے ملے اور اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دیا کہ وہ لوگ جس طرح چاہتے تھے ہمیں قتل کرتے تھے اور جس طرح چاہتے ہمیں قید کرتے تھے۔ اس کے علاوہ ہم نے ایسے گورے آدمی بھی دیکھے جو ابلق گھوڑوں پر آسمان و زمین کے درمیان معلّق تھے"

ابورافعؓ کہتے ہیں "میں نے یہ سن کر حجرے کی رسیاں اپنے ہاتھ سے اٹھائیں اور کہا خدا کی قسم وہ فرشتے تھے۔"

ابولہب نے یہ سنا تو بڑے زور سے آپ کے مونہہ پر تھپڑ مارا آپ گر پڑے پھر اس نے آپ کو اٹھا کر زمین پر دے مارا اور سینہ پر چڑھ کر مارنے لگا۔ یہ دیکھ کر ام الفضلؓ حجرے کے کھمبوں میں سے ایک کھمبے تک گئیں اور ایک ستون اٹھا کر اس زور سے دے مارا کہ اس کے سر پر گہرا زخم پڑ گیا اور کہا کہ اگر اس کا آقا موجود نہیں تو تو اسے کمزور سمجھتا ہے

جنگ بدر کے موقعہ پر آپ مکہ میں موجود تھے اس لئے اس میں شرکت کا موقع نہ مل سکا لیکن بعد میں احد، خندق اور دیگر غزوات میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علیؓ کی امارت میں یمن کی جانب جو سریہ بھیجا تھا اس میں بھی آپ شریک تھے چنانچہ حضرت علیؓ نے اپنی عدم موجودگی میں اس کی نگرانی آپ کے سپرد کی تھی۔

آپ کی فضیلت اور بزرگی کے لئے یہی امر کافی ہے کہ جب آنحضرتؐ نے انہیں آزاد کر دیا تو یہ کہہ کر اپنے خاندان میں شامل کر لیا کہ مولی القوم من انفسھم (قوم کا مولیٰ یعنی آزاد کردہ غلام انہیں میں سے ہوتا ہے)

آپ نے آزادی کے بعد بھی آستانہ نبویؐ کی خدمت گذاری کا فریضہ نہ چھوڑا۔ چنانچہ سفر وغیرہ کے موقعہ پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے خیمہ آپ ہی نصب کرتے تھے۔

چونکہ آپ ایک خادم کی حیثیت سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر وحضر میں رہتے تھے اس لئے سرور کائنات کی زندگی کی معمولی سے معمولی جزئیات کے متعلق آپ کو دوسروں سے زیادہ واقفیت تھی۔ اسی بنا پر اکابر صحابہ بھی ان سے استفادہ کرتے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہ کرتے تھے۔ آپ کے پوتے عبیداللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ میرے دادا کے پاس ایک کاتب لے کر آتے اور پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں فلاں دن کیا کیا کام کئے۔ آپ بیان کرتے جاتے اور کاتب قلم بند کرتا جاتا تھا۔ آپ نے حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں وفات پائی۔ خدا آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین۔

وقفِ زندگی کی اہمیت

مکرم نثار احمد خان صاحب جامعہ احمدیہ ربوہ

خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس لئے دنیا میں مبعوث فرمایا تا اسلام کے مرجھائے ہوئے باغ کو نئے سرے سے تروتازہ کریں۔ اور اسکی عظمت اور برتری کو ادیانِ باطلہ پر ثابت کریں۔ تاکہ اسلام کی سربلندی اور جاہ وجلال کا جھنڈا پوری آب و تاب کے ساتھ دنیا پر طلوع ہو۔

انہیں مقاصد کی خاطر آپ نے اپنی تمام عمر گزار کر دنیا پہ روز روشن کی طرح ثابت کر دیا کہ اسلام کی تازگی کا وقت شروع ہو چکا ہے جسے قائم رکھنے کے لئے نوجوانوں کی ضرورت ہے جو اپنے آپ کو خدا کی راہ میں قربان کر دیں۔ جیسا کہ فرماتے ہیں "انسان کو ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی زندگی وقف کرے۔ میں نے بعض اخبارات میں پڑھا فلاں آریہ نے اپنی زندگی آریہ سماج کے لئے وقف کر دی ہے۔ فلاں نے اپنی عمر مشن کو دے دی ہے۔ مجھے حیرت آتی ہے کہ کیوں مسلمان اسلام کی خدمت کے لئے خدا کی راہ میں اپنی زندگیاں وقف نہیں کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ پہ نظر کر کے دیکھیں، تو ان کو معلوم ہو کہ صحابہؓ نے کس طرح اسلام کی زندگی کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دیں کاش مسلمانوں کو معلوم ہوتا کہ اس تجارت کے مفاد اور منافع پہ ان کو اطلاع ملتی۔ جو خدا کے لئے اپنی زندگیاں وقف کرتے ہیں۔ کیا وہ اپنی زندگیاں کھو دیتے ہیں ہرگز نہیں۔

فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ اللّٰهِ وَلَا
خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

اس للّٰہی وقف کا اجر ان کا رب دینے والا ہے یہ وقف ہر قسم کے ہموم و غموم سے نجات اور رہائی بخشنے والا ہے (ملفوظات جلد دوم ص ۹۸)

مندرجہ بالا الفاظ سے واضح طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ مسیح پاک علیہ السلام کے دل میں زندگی وقف کرنے کی کتنی اہمیت اور شدید تڑپ تھی۔ جیسا کہ اسی مضمون کو اپنے شعر میں یوں بیان فرمایا ہے:-

۵۔ اسلام چیز کیا ہے خدا کے لئے فنا
ترکِ رضائے خویش پئے مرضیٔ خدا

اسی سکیم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے جماعت احمدیہ کے سامنے تحریک جدید کے تحت ۱۷ دسمبر ۱۹۳۷ء کو مستقل وقفِ زندگی کی تحریک۔ خدا تعالیٰ کے منشاء کے عین مطابق اور مسیح پاک کی شدید خواہش کے پیش نظر تبلیغی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے پیش کی۔ آپ نے فرمایا:

"جو لوگ اپنے آپ کو وقف کریں وہ یہ سمجھ کر کریں کہ اپنے آپ کو فنا سمجھیں گے جس کام پر ان کو لگایا جائے گا۔ اس پر محنت، اخلاص اور عقل و علم سے کام کریں گے"

پھر فرماتے ہیں:۔

"مجھے امید ہے کہ ہمارے نوجوان ان شرائط کے ماتحت جلد از جلد اپنے نام پیش کریں گے تا اس سکیم پر کام کر سکیں جو میرے مدنظر ہے پس جو بھی اٹھے آپ کو پیش کریں پختہ عزم اور ارادہ کے ساتھ کریں"۔

پھر وقف زندگی کی اہمیت کے بارے میں ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

"جب ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو دنیا میں پھیلائیں گے اور اسلام کے جلال اور اسکی شان کے اظہار کے لئے اپنی ہر چیز قربان کر دیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ ساری دنیا میں صحیح طور پر تبلیغِ اسلام کرنے کے لئے ہمیں لاکھوں مبلغوں اور کروڑوں روپیہ کی ضرورت ہے"

(الفضل ۲۸ اگست ۱۹۵۹ء)

وقف زندگی کی اہمیت سیدنا مسیح پاک علیہ السلام کے درج ذیل ارشاد سے اور زیادہ واضح ہو جاتی ہے کہ ہمیں ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو اسلامی تعلیمات سے واقف ہوں اور اسلام کا مغز ان میں پایا جاتا ہو گویا کہ وہ اسلام کی جیتی جاگتی تصویر ہیں۔ اور جماعت کا ایسا طبقہ جو ذہین اور بے لوث خدمت کرنے والا ہے وہ اپنی زندگیوں کو وقف کریں۔ جیسا کہ فرماتے ہیں:

"ہمیں ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو نہ صرف زبانی بلکہ عملی طور پر کچھ کر کے دکھانے والے ہوں علمیت کا زبانی دعویٰ کسی کام کا نہیں"

پھر فرماتے ہیں: "تبلیغ اسلام کے واسطے ایسے آدمیوں کے دورے کی ضرورت ہے مگر ایسے لائق آدمی مل جائیں کہ وہ اپنی زندگی اسکی راہ میں وقف کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بھی اشاعتِ اسلام کے واسطے دور دراز ملکوں میں جایا کرتے تھے یہ جو چین کے ملک میں کئی کروڑ مسلمان ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں بھی صحابہ میں سے کوئی شخص پہنچا ہوگا (ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۱) آخر میں میری دعا ہے کہ خدا ہمیں وقف کی اہمیت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے تا ہم اسلام کی حقیقی خدمت کر سکیں۔

نوجوان اپنی زندگیاں وقف کریں

ارشادات عالیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فضل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

"بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کے لئے اور اس ملک میں بھی اللہ تعالیٰ کا نام بلند کرنے اور سلسلہ کے کاموں کو مضبوطی سے چلانے کے لئے مجھے ایسے نوجوانوں کی ضرورت ہے جو اپنی زندگیاں خدمت دین کے لئے وقف کریں۔ میں شروع سے بتاتا چلا آرہا ہوں کہ تحریک جدید کا کام وسیع کرنے کے لئے ہمارے پاس روپیہ نہیں۔ اگر ساری جماعت اپنی ساری دولت بھی دے دے تب بھی اتنا روپیہ ہمارے ہاتھ میں نہیں آسکتا جس کے ذریعہ ہم اس کام کو سر انجام دے سکیں، جو اس وقت ہمارے سامنے ہے اگر ہم کام کر سکتے ہیں تو اس طرح کہ نوجوان اپنی زندگیاں وقف کریں۔ اور جو قلیل گزارہ ان پر جو ان کی حیثیت کے لحاظ سے قلیل ہو، کام کریں ......

پس میں آج پھر اپنی جماعت کے نوجوانوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ہمت کر کے آگے آئیں اور اس جوش کا ثبوت دیں جس کا اظہار وہ اس طرح کیا کرتے ہیں کہ اپنی جانیں احمدیت کی عزت کی حفاظت کے لئے قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔" (الفضل ۸ دسمبر ۱۹۳۸ء)

(وکالت دیوان تحریک جدید۔ ربوہ)

برما

(تحریر مکرم خواجہ بشیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ رنگون)

قریباً دو لاکھ ساٹھ ہزار میل مربع میں پھیلا ہوا یہ خطہ ارض جو برما کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۹۳۵ء سے قبل ہندوستان کا صوبہ تھا۔ ۱۹۳۷ء میں گورنمنٹ آف برما ایکٹ مجریہ ۱۹۳۵ کے تحت حکومت برطانیہ نے اسے ایک الگ ماتحت ملک قرار دے دیا۔

برما کے مغرب میں آسام اور ایسٹ بنگال (پاکستان) شمال میں تبت اور ینان، مشرق میں تھائی لینڈ اور کمبوڈیا کی سرحدیں لگتی ہیں برما کے مشہور دریا ایراودی، چنڈوین، اور سالوین ہیں۔ ملک کا دارالحکومت رنگون، دریائے ایراودی کے کنارے آباد ہے دراصل خاص ملک برما اراودی دریا کی وادی میں پھیلا ہوا ہے جو تبت کے پہاڑوں سے نکلتا ہے۔

برما کے بیشتر علاقے کی آب و ہوا ٹروپک زون میں واقع ہونے کے باعث مرطوب ہے۔ مون سون کا موسم واضح طور پر مئی کے وسط سے شروع ہو کر اکتوبر میں ختم ہو جاتا ہے۔ سب سے زیادہ بارش ساحلی علاقوں میں ہوتی ہے جہاں ان کی اوسط ۱۶۰ سے ۲۱۵ انچ ہے۔ وسطی علاقے میں ۱۰۰ سے ۱۶۰ انچ تک اور پہاڑی علاقوں میں ۴۵ سے ۱۲۵ انچ تک۔ مون کے آغاز سے قبل کے دو مہینے نہایت گرمی کے ہوتے ہیں۔ لوئر برما میں ۱۰۰ ڈگری اور اپر برما کے نسبتاً خشک علاقے میں ۱۱۲ ڈگری تک درجہ حرارت چڑھ جاتا ہے شائد مغربی پاکستان والے ۱۰۰ ڈگری کو گرمی ہی تصور نہ کریں لیکن یہ یاد رہے کہ مارچ اپریل میں اور مئی کے شروع میں یہاں ہوا میں رطوبت کی مقدار ۴۰ سے ۵۵ فی صدی تک بڑھ جاتی ہے اس لئے ۱۰۰ ڈگری کی گرمی تکلیف دہ، زندہ ابال دینے والی ثابت ہوتی ہے مشرقی پاکستان بلکہ کراچی کے رہنے والے اس کا صحیح اندازہ کر سکیں گے۔

برما کی موجودہ آبادی ۲½ کروڑ ہے اور رقبے کو نگاہ میں رکھتے ہوئے یہ آبادی بہت کم ہے دوسری جنگ عظیم سے قبل تو یہ آبادی محض ہونے

دو کروڑ تھی جو ہمارے چھوٹے سے چھوٹے صوبے کے لگ بھگ ہے

ملک کے عوام پچھتر فی صد کاشتکار ہیں۔

چاول ملک کی اکثریت کی خوراک ہے اور سب سے زیادہ فصل بھی چاول کی ہوتی ہے اس کے علاوہ اپر برما میں گیہوں، کپاس، مکئی، تلی، مونگ پھلی اور مختلف دالیں بھی ہوتی ہیں۔ نیز پٹ سن کی کاشت پراب خاص توجہ دی جا رہی ہے۔ تمباکو یہاں کا عمدہ ہوتا ہے اور سگار مشہور ہیں۔ گھروں کی ضروریات رکھ کر چاول اور دالیں دساور بھیجی جاتی ہیں ٹراپک زون میں ہونے کے باعث ملک میں جنگلات بہت ہیں۔ اور یہاں کی ساگوان عمدہ ہوتی ہے۔ اسیطرح ہماری شیشم کی قسم کی لکڑی پنگڈو عمدہ ہوتی ہے۔ اور ہر دو کی ایک بڑی معقول مقدار دساور کو بھیجی جاتی ہے پنگڈو عموماً ریلوے سلیپروں کے لئے اور ساگوان عمدہ فرنیچر کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ لوئر برما کے علاقوں میں ربڑ کے باغیچے بھی ہیں معدنیات میں خام لوہا ہے مگر کوئلہ نہیں ولفرام بھی نکلتا ہے جنگ سے قبل چاندی بھی نکالی جاتی تھی، مگر ان سب سے بڑھکر بہترین شے یہاں کی قیمتی پتھروں کی کانیں ہیں، برما کا لعل اور نیلم مشہور رہیں۔ سپنل جو رنگ برنگے ہوتے ہیں دیدہ زیب ہیں۔ اس کے علاوہ کلچر اور قدرتی موتی بھی نکلتے ہیں قیمتی پتھروں کے لئے موگوک کا شہر مشہور عالم ہے اور کئی کروڑ کے جواہرات غیر ممالک کو ہر سال جاتے ہیں تعجب ہے کہ باوجود پاکستان میں مالی خوشحالی کے قیمتی پتھروں سے کوئی رغبت نہیں اور پاکستانی عموماً سونے کے بھاری زیورات میں کیمیکل سفید اور لال شیشے کے ٹکڑے استعمال کرنے کے کچھ نہیں جانتے۔

ہندو پاک کے بالمقابل برما کی ایک غریب عورت بھی ہلکا سا چین جس میں غیر تراشیدہ نیلم لگے ہوں گے یا لعل اور کان میں چھوٹے چھوٹے ٹوپس TOPS جن میں ایک ایک چھوٹا سا ہیرا جڑا ہو گا۔ عام استعمال کرتی ہے۔

برما کے باشندے منگولین نسل سے ہیں اس لئے نسلی اعتبار سے یہ لوگ چینی، جاپانی، تبتی اور ملائی لوگوں سے ملتے جلتے ہیں۔ برطانیہ کے عہد حکومت میں مخلوط نسل کے لوگوں کی تعداد اچھی خاصی ہوگئی ہے جن اینگلو برمن، اور انڈو برمن قومیت اختیار کر گئے ہیں۔ چنانچہ زیر بادی یعنی برصغیر ہند اور پاکستان کے مسلمانوں سے مخلوط افراد اقلیتوں میں تعداد کے اعتبار سے اوّل نمبر پر آتے ہیں۔

خاص برمی قوم کے افراد ۹ صدی عیسوی سے اراوادی ڈیلٹا میں آباد ہوئے اور ان کے بسائے ہوئے پرانے شہر پگان، آوا، امراپورہ اور مانڈلے مشہور و معروف ہیں خصوصاً پگان اپنے قدیم کھنڈرات کی وجہ سے مشہور ہے

بدھ مت کے مُلّا جنہیں یہاں پھونجی کہا جاتا ہے نہایت عزت و احترام کی نظر سے دیکھے

جاتے ہیں اور عوام میں ان کا اثر و نفوذ بہت ہے ان گیروے چادر میں لپٹے ہوئے راہبوں کے کہنے کے مطابق گوتم بدھؒ نے خدا تعالےٰ اور روح انسانی کے وجود کا نہ اقرار کیا تھا نہ انکار چنانچہ ہر دو کی ہستی کے منکر ہیں۔ بدھ کو یہ لوگ "بھیا" پکارتے ہیں جو خدا کا ہم معنے لفظ ہے لیکن آفیشل طور پر انہیں محض ایک ٹیچر یا رہنما مانا جاتا ہے اگر پوچھا جائے کہ پھر پوجا کیوں کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ محض اعزاز و تکریم کے لئے کیا جاتا ہے خدا مان کر نہیں۔ مَیں نے ایک بار ان کے ایک بڑے مُلّا جی سے پوچھا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ یہ لاکھوں لاکھ عوام جو دعائیں کرتے ہیں اور منتیں مانتے ہیں تو یہ کس سے جواب ملا کہ جو بدھسٹ ایسا کرتے ہیں وہ جاہل مطلق ہیں۔ غرضیکہ راہبوں کا آفیشل عقیدہ جو بھی ہو بہرحال عوام الناس میں کسی بالا ہستی کا نظریہ جو دیا ہوا کر پایا ہو۔ تحت الشعور میں موجود ہے اور زبان خواہ اقرار نہ کرے دل اقراری ضرور ہیں۔

دراصل بدھ مت ہندو مت کی ایک شاخ ہے جو علیحدہ ایک مذہب کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ گوتم بدھ دراصل ہندو مت کی تجدید کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ تاہم برمی بدھوں میں اگر ایک طرف آواگون کا مسئلہ موجود ہے یعنی آدمی اپنے اعمال کے نتیجہ میں مختلف جونوں میں بار بار پیدا ہوتا رہتا ہے تو دوسری طرف ہندو مت کی بدترین لعنت یعنی ذات پات و چھوت چھات کی تفریق برمی بدھسٹوں میں سر سے ہی مفقود ہے۔ ایک اور عجیب بات یہ ہے کہ گو آفیشل طور پر برمی بدھسٹ بھی ہندوؤں کی طرح جیو ہتیا کے صریح خلاف ہے اور شراب کو ممنوع کہا جاتا ہے مگر عوام الناس کی اکثریت شراب اور گوشت خور ہے اور اس میں کسی قسم کی تمیز نہیں کرتے حتیٰ کہ چینیوں کی طرح کتے بلّے چوہے سب دبا جاتے ہیں۔!

(باقی)

اعلان

امسال مقابلہ مضمون نویسی کے لئے "گفتگو اور تقریر کے آداب از روئے قرآن مجید" مقرر کیا گیا ہے۔ مضمون کے لئے کم از کم الفاظ پانچ ہزار مقرر کئے گئے ہیں۔

اوّل، دوم اور سوم آنے والے خدام کو سالانہ اجتماع پر بالترتیب ۲۵/ روپے ۲۰/ روپے اور ۱۵ روپے کے نقد انعامات دیئے جائیں گے۔ انشاء اللہ۔

مضمون مرکز میں بھجوانے کی آخری تاریخ ۳۱ ظہور ۱۳۴۹ھ (۳۱ اگست ۱۹۷۰ء) ہے!

(مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

ہوائی سفر سے متعلق مفید معلومات

مکرم عزیز الرحمن صاحب خالد مبلغ سیرالیون

پیارے بھائیو! اس وقت سائنس اتنی ترقی کر چکی ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے جو فاصلہ آج سے ہزار سال قبل سالوں میں بھی طے نہیں ہو سکتا تھا وہ اس موجودہ دور میں مہینوں نہیں ہفتوں نہیں دنوں میں بلکہ گھنٹوں منٹوں میں طے کیا جا سکتا ہے۔

ہوائی جہاز سے آج کون واقف نہیں ہے۔ قطع نظر اس کے کہ میں اس کی تاریخ کو دہراؤں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ میں ہوائی سفر اختیار کرنے والوں کے لئے بعض مفید باتیں بتلاؤں اگر

ا۔ آپ اندرونِ ملک (پاکستان میں) سفر کرنا چاہتے ہوں تو اس کے لئے زیادہ بھاگ دوڑ کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ صرف ٹریول ایجنسی سے ان کے مقرر کردہ نرخوں کے مطابق ٹکٹ حاصل کر کے ہوائی سفر کر سکتے ہیں۔

ب۔ لیکن اگر آپ کو بیرونِ ملک جانے کا اتفاق ہو تو اس کے لئے کافی محنت اور دوڑ دھوپ کرنی پڑتی ہے۔ مثلاً

۱۔ بیرون ملک جانے کے لئے آپ کو بعض متعدی امراض سے بچنے کے لئے انجکشن یا ٹیکہ لگوانا پڑے گا۔ جو حکومت کے مقرر کردہ ڈاکٹروں سے کچھ فیس ادا کرنے کے بعد لگوایا جا سکتا ہے۔ جب یہ ٹیکہ لگ جاتا ہے تو ڈاکٹر ایک کارڈ دیتا ہے جسے ہم ہیلتھ سرٹیفکیٹ یا

VACCINATION CARD

کہتے ہیں۔

۲۔ مقامی حکومت کی طرف سے یہ پابندی بھی عاید ہے کہ بیرون ملک جانے کے لئے ہم اپنا پاسپورٹ بھی تیار کرائیں جس میں ہر اس ملک کا اندراج ضروری ہے جس ملک کا ہم ارادہ رکھتے ہوں۔

۳۔ علاوہ مندرجہ بالا پابندیوں کے ایک

پابندی یہ بھی ہے کہ ہم جس مُلک کا ارادہ کئے ہوئے ہیں وہاں کی حکومت کی طرف سے اتھارٹی لیٹر یا ویزا ہمارے نام جاری ہوا ہو۔ بصورت دیگر ہمیں وہاں داخل ہونے کا کوئی قانونی جواز نہیں ہے۔

۴۔ ہوائی سفر کے دوران بعض ممالک راستہ میں پڑتے ہیں اور بعض جگہ سے نئی سروس لینی پڑے گی اس صورت میں اگر تو ہمارا قیام (STAY) چوبیس گھنٹے (بعض ملکوں میں اس سے بھی کم عرصہ تک کے لئے) زائد ہو تو اس صورت میں اس ملک میں داخل ہونے کے لئے بھی ویزا درکار ہوتا ہے۔

۵۔ ایک اہم بات حکومت پاکستان کی طرف سے یہ بھی نافذ ہے کہ ہم سٹیٹ بنک آف پاکستان کی طرف سے بیرون مُلک جانے کی اجازت حاصل کر لیں بصورت دیگر ہمیں حکومت ایرپورٹ پہ ہی روک سکتی ہے اور قانونی چارہ جوئی کر سکتی ہے۔

جب آپ ان ابتدائی مراحل میں سے ہوتے ہوئے ہوائی کمپنی کا ٹکٹ حاصل کر لیتے ہیں۔ اور ایرپورٹ پہ پہنچ جاتے ہیں تو آپ کو مندرجہ ذیل امور ذہن نشین رکھنے چاہئیں۔

۱۔ روانگی سے قبل اپنا سامان وزن کروائیں ہر ہوائی کمپنی کی طرف سے سیکنڈ کلاس کے ٹکٹ پہ صرف چالیس پاؤنڈ یا بائیس سیر وزن اپنے ہینڈ بیگ کے علاوہ بک کروایا جا سکتا ہے جو کہ منزل مقصود پہ آپ کو مل جائے گا۔

۲۔ جب آپ کا سامان چیک ہو تو آپ کو پاکستانی کرنسی کے مطابق پانچ روپے کم از کم ضرور اپنی جیب میں رکھنے چاہئیں کیونکہ آپ کو ایرپورٹ ٹیکس ادا کرنا پڑے گا بعض جگہ ایک پاؤنڈ تک یہ ٹیکس لگایا گیا ہے۔

۳۔ جب آپ کا سامان چیک اور وزن ہو جائے تو آپ اس کے معاً بعد جہاز کی سیٹ نمبر بھی حاصل کر لیں اور جب آپ جہاز میں داخل ہوں گے تو سیٹ نمبر کے ذریعہ آپ کو سہولت ہوگی۔ اور اپنی مخصوص نشست پہ سے کسی دوسرے کو اٹھا بھی سکیں گے۔

۵۔ اس کے بعد ایرپورٹ پولیس کے آدمی آپ کا ہیلتھ سرٹیفکیٹ چیک کریں گے اور اس پہ دستخط مع مہر ثبت کرکے آپ کو واپس کردیں گے

۶۔ آخری کھڑکی سے آپ کو پاسپورٹ چیک کروانا ہوگا۔

ان مراحل سے گزرنے کے بعد آپ کو اجازت ہوگی کہ آپ ویٹنگ روم (کمرۂ انتظار) میں تشریف لے جائیں اور اطمینان سے اس اعلان کا انتظار کریں جس میں آپ کے ٹکٹ کے مطابق ہوائی جہاز کا نمبر بھی بتلایا جائے گا۔

یہ اعلان لاؤڈ سپیکر پہ تین زبانوں میں سنائی دے گا۔ اردو، بنگلہ، اور انگریزی میں۔

جب آپ نے یہ اعلان سن لیا کہ آپ کا جہاز روانہ ہونے والا ہے تو آپ اطمینان مگر ہوشیاری سے اپنا سامان اٹھائیں اور اپنے جہاز

کی طرف چل دیں۔

جونہی آپ ہوائی جہاز کے دروازہ میں قدم رکھیں گے تو عملہ کی طرف سے آپ کو خوش آمدید کہا جائیگا اور آپ کی جگہ ڈھونڈ کر دی جائے گی۔

احتیاط :

جس سیٹ پر آپ بیٹھیں گے اس کے ساتھ ہی حفاظتی بیلٹ یا پیٹی لگی ہوگی۔ اور کپتان کی طرف سے گاہے گاہے اعلان ہوگا کہ مسافر اپنی پیٹیاں کس لیں تاکہ ہچکولے وغیرہ محسوس نہ ہوں۔ بہتر یہی ہے کہ آپ اس اعلان کے مطابق عمل کریں۔ اگر آپ پیٹی نہ بھی باندھ سکیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ جہاز بڑے ہی آرام کی سواری ہے آپ کو یہ محسوس نہیں ہونے دیتا کہ آپ فی گھنٹہ پانچ چھ صد میل کی رفتار سے جا رہے ہیں بلکہ یوں لگتا ہے کہ جیسے فضا میں تیرتا ہوا جا رہا ہے۔

بعض سہولتیں :-

۱۔ جب آپ اپنی جگہ پر متمکن ہو جائیں اور ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے تھکن محسوس کریں اور کچھ آرام کرنا چاہتے ہیں تو اپنے دائیں بازو کے نیچے والا بٹن دبا دیں جونہی یہ بٹن دبائیں گے تو آپ کی کرسی پلنگ کا کام دے گی۔ اور آپ اس پر سو سکیں گے اور جب اٹھنا چاہیں تو پھر یہی بٹن دبانے سے آپ کرسی سیدھی کر سکیں گے۔

۲۔ اگر آپ کی طبیعت چاہتی ہے کہ مطالعہ کریں اور ہوائی جہاز میں اندھیرا محسوس ہو رہا ہے تو آپ کے سر کے اوپر کچھ بٹن لگے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک بٹن روشنی کا ہے اس کو دبائیں گے تو روشنی صرف آپ کی کتاب پر پڑے گی کسی دوسرے مسافر کو تکلیف نہیں دے گی۔

۳۔ اگر آپ گرمی محسوس کر رہے ہیں اور طبیعت گھبراتی ہے اور آپ چاہتے ہیں کہ ٹھنڈی ہوا ملے تو آپ اس صورت میں سر پہ لگا ہوا دوسرا بٹن دبائیں وہاں سے آکسیجن کا سلنڈر آپ پر خوشگوار ہوا پھینکے گا۔

۴۔ اگر سفر کے دوران آپ کو کوئی شکایت ہے یا ہوائی جہاز کے عملہ سے کوئی کام ہے تو آپ ایک تیسرے بٹن کو دبا دیں۔ تھوڑی دیر کے بعد خود بخود کوئی ایئر ہوسٹس یا دوسرا آدمی جو آپ کی خدمت کے لئے متعین ہوگا۔ حاضر ہو جائے گا۔

۵۔ اگر آپ کو سفر کے دوران قے آ رہی ہے اور طبیعت خراب ہو رہی ہے تو آپ کی سیٹ کے سامنے اگلی سیٹ کی پشت پر ایک تھیلا لگا ہوا ہے اس میں کمپنی کی طرف سے بعض لفافے اس مقصد کے لئے رکھے ہوئے ہیں۔ بوقت ضرورت ان سے کام لیں۔

۶۔ اگر سفر کے دوران آپ کو بیت الخلاء یا منہ وغیرہ دھونے کے لئے جانا ہے تو آپ دوران سفر ہی اُٹھ کر ہوائی جہاز کی پشت کی طرف چل پڑیں، جہاں ہوائی جہاز کی دُم یا [illegible] ہوتی ہے دراصل وہ آپ کی اس مشکل کا ہی حل ہے

اس پر Toilet لکھا ہوا ہوگا اسکی چٹخنی کھولیں اندر تشریف لے جائیں۔ اس میں ہر قسم کی سہولت کا سامان آپ کو مل سکے گا۔ مثلاً حوائج ضروریہ کے علاوہ اگر آپ شیو کے عادی ہیں تو بٹن دبانے سے بجلی کی مشین نکل آئے گی۔ اعلیٰ قسم کا بلیڈ مل جائے گا علاوہ ازیں صابن کنگھی تولیہ اور شیو کریم تک آپ کی سہولت کے لئے سامان رکھا ہوا ہوگا۔

۷۔ ہوائی سفر کے دوران ہر کمپنی کی طرف سے وقت کے لحاظ سے ناشتہ یا کھانا ملا کرتا ہے اسی طرح چائے ٹافیاں اور کچھ لٹریچر بھی ملتا ہے یہ آپ کا حق ہے آپ لے سکتے ہیں

مگر بعض دفعہ ہوائی کمپنی کی طرف سے آپ کو کھانا میں وہ چیز بھی دے دی جاتی ہے جو ایک سچے مسلمان کے لئے قطعاً حرام ہوتی ہے اس سے بچنے کے لئے آپ کمپنی کی طرف سے شائع شدہ لسٹ کو بغور پڑھ لیں جو کہ سفر کے آغاز میں ہی آپ کو تقسیم کر دی جائے گی۔ اور مطلوبہ کھانا منگوا لیں۔

اگر آپ انگریزی زیادہ نہیں جانتے تو آپ بتا دیں کہ میں مسلمان ہوں اور حلال چیز چاہیئے۔

۸۔ اتنے لمبے سفر کے بعد اگر آپ کے جہاز کے کپتان نے لاؤڈ سپیکر پر اعلان کر دیا ہے کہ آپ اپنے بیلٹ باندھ لیں اور سگریٹ نوشی بند کر دیں تو اس صورت آپ کا اخلاقی فرض یہی ہے ہاں ایسی حالت میں جب کہ جہاز زمین پر اتر رہا ہو آپ مونہہ میں ٹافی یا چاکلیٹ (جو کہ ایر ہوسٹس آپ کو دے گی) مونہہ میں رکھ لیں تاکہ طبیعت خراب نہ ہو۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے حضور ایسے وقت میں دعا بھی کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بحفاظت لے جائے اور آپ کے مقصد کے مطابق کامیابی سے نوازے۔

اب آپ کا جہاز زمین پر اتر آیا ہے آپ ایک نئی دنیا میں اتر آئے ہیں۔ ایسی حالت میں ایک بس آپ کو آ کر لے جائے گی اور ہوائی اڈے کے دفتر تک آپ کو چھوڑ دے گی۔ جہاں آپ کا سامان پہلے ہی موجود ہوگا آپ اپنا سامان حاصل کر کے اسکی چیکنگ کروائیں گے پھر پاسپورٹ ویزا ہیلتھ سرٹیفکیٹ چیک کروانے کے بعد آپ کو شہر کی طرف جانے کی اجازت ہوگی۔

اگر آپ چاہتے ہوں!

کہ ادارہ آپ کو آپ کے مضامین وغیرہ کی وصولی کی اطلاع کرے تو ازراہ کرم مضامین کے ساتھ اپنا مکمل پتہ خوشخط لکھا کریں۔ (ادارہ)

(مرسلہ: شاھد حامد گوندل)

جواہرات

●

- جس دِل میں اللہ کی محبت ہے وہ کبھی بوڑھا نہیں ہوتا
- جس دل میں خدا کا خوف ہے وہ کبھی گمراہ نہیں ہوتا۔
- جس دل میں تقوائے کی دولت ہے وہ کبھی محتاج نہیں ہوتا
- جس دِل میں جذبۂ جہاد ہے وہ کبھی غلام نہیں ہوتا۔
- جس دل میں نور معرفت ہے وہ کبھی تاریک نہیں ہوتا۔
- جس دِل میں انسانی ہمدردی ہے وہ کبھی تنہا نہیں ہوتا۔
- جس دل میں خشیتِ الٰہی ہو وہ کبھی نماز قضا نہیں کرتا۔
- جس دل میں لذتِ آشنائی ہو وہ کبھی خوف نہیں کھاتا
- جس دل میں قوتِ برداشت ہو وہ کبھی شکست نہیں کھاتا
- جس دِل میں کلمۂ حق کہنے کی جرأت ہو وہ کبھی جابر و ظالم سے نہیں ڈرتا۔
- جس دل میں عشقِ الٰہی ہو وہ آتشِ نمرود سے نہیں ڈرتا۔
- جس دِل میں لدنّی عِلم کا خزانہ ہو وہ کبھی جاہل نہیں ہوتا
- جس دِل میں خدا کی غلامی کا جذبہ ہو وہ کبھی فرعون کی اطاعت قبول نہیں کرتا۔
- جس دل میں صبر کی قوت ہے وہ کبھی خواہشات کی پیروی نہیں کرتا۔
- جس دِل میں شکر کی نعمت ہو وہ کبھی دستِ سوال دراز نہیں کرتا۔

سُلگتے ہوئے سگریٹ سے ایک انٹرویو!

(مکرم اعجاز احمد صاحب المحمود۔ لائلپور)

کل دوپہر جونہی میں نے اپنے ایک مہمان کو الوداع کہا تو واپس آکر ڈرائینگ روم میں پوری توجہ سے پڑھائی شروع کرنے کی تیاری کرنے لگا۔ میں نے کتاب سنبھالی، کاپی کھولی اور قلم پکڑا ہی تھا کہ میری نظر میز پر پڑی ہوئی ایک ایش ٹرے (ASH-TRAY) پر پڑی۔ اس پر ایک سگریٹ ابھی تک پڑا سُلگ رہا تھا، میں اس میں سے نکلتے ہوئے دھوئیں کو غور سے دیکھنے لگا۔ کہ کس طرح یہ ایک عمودی صورت میں اوپر اٹھتا ہے اور ایک فٹ بلند ہو کر فضا میں ضم ہونے لگتا ہے۔

"آپ مجھے کیوں گھور رہے ہیں"

ہائیں سگریٹ تو بولتا ہے! میں یہ آواز سُن کر بہت حیران ہوا تاہم انتہائی حیرت کے باوجود میرے دل میں اس سے گفتگو کرنے کا شوق پیدا ہوا۔

"میں یہ سوچ رہا ہوں کہ آپ کا وجود کس قدر فضول اور بے فائدہ ہے"

میں نے جواباً کہہ دیا۔

"جی ہاں! میں واقعی فضول اور بے فائدہ ہوں۔ لیکن اس میں میرا کیا قصور؟ ذرا انصاف سے آپ مجھے یہ بتائیں کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے اپنے زر کو آگ لگا دیں تو کیا آپ ایسا کرنے کے لئے تیار ہوں گے؟"

"نہیں ہرگز نہیں" میں نے پرزور تردید کی

"لیکن اگر آپ سگریٹ نوشی کرتے ہیں تو یقین جانئے آپ کسی سے پوچھے بغیر اپنے زر کو آگ میں جھونک رہے ہیں یہی نہیں بلکہ اپنے ہی پیسوں سے اپنے لئے زہر خریدتے ہیں اور بڑے فخر سے زہر کے گھونٹ پیتے ہیں۔ کیا آپ کو کبھی اس کا احساس نہیں ہوا؟"

"کیا آپ کا وجود سراسر زہر ہے؟" میں نے شوق ظاہر کرتے ہوئے دریافت کیا۔

"جی ہاں۔ غیر ممالک میں اور خاص طور پر امریکہ کے

بڑے بڑے ڈاکٹر صحت پر سگریٹ نوشی کے بُرے اثرات کے متعلق لیبارٹریوں میں تجربے کرتے رہتے ہیں۔ ڈاکٹروں نے ہر بار یہی رائے قائم کی ہے کہ مجھ میں نکوٹین (جو ایک زہر ہے) تارکول اور دیگر زہریلی گیسیں پائی جاتی ہیں جو انسانی صحت کے لئے سخت مضر ہیں۔

اور پھر یہ کہ میرا اور سرطان کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ سرطان ایک ایسا موذی مرض ہے جس کا آج تک کامیاب علاج دریافت نہیں ہو سکا اس کے علاوہ مجھے استعمال کرنے والے اشخاص کے پھیپھڑے میرے زہریلے دھوئیں سے ناکارہ ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے کاربن ڈائی آکسائڈ گیس کے اخراج اور آکسیجن گیس کو جسم کے اندر جانے کی طاقت میں زبردست کمی واقع ہو جاتی ہے اور سانس میں رکاوٹ، کھانسی اور تھکاوٹ جیسی علامات انسانی جسم میں ظاہر ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔

کیا آپ ان حقائق سے تاحال بے خبر ہیں؟

"سُنا ہے کہ آپ کے استعمال سے صحت خراب ہو جاتی ہے۔" میں نے اپنی لاعلمی کو قدرے چھپاتے ہوئے کہا۔

"آپ یقین کریں ایک امریکی ڈاکٹر کے اندازے کے مطابق امریکہ میں کوئی چار سال پہلے تقریباً ایک کروڑ اشخاص ایسے تھے جن کے پھیپھڑے سگریٹ نوشی کی وجہ سے ناکارہ ہو چکے تھے اور اس تعداد میں روز بروز بڑی سرعت کے ساتھ اضافہ ہو رہا ہے۔

اسی طرح پھیپھڑوں کا جب لیبارٹری میں تجزیہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ مجھے استعمال کرنے والے لوگوں کی شرح اموات کہیں زیادہ تھی۔"

"توبہ! الٰہی توبہ!! واقعی آپ کو استعمال کرنا اور اسے عادت بنا لینا ایک مہلک مرض کو لاحق کر لینا ہے۔ تو پھر کیا سگریٹ نوشی کی سی فضول، ضرر رساں اور بری عادت سے لوگوں کو بیزار کرنے کے لئے کوئی اقدام نہ اٹھائے گئے۔!"

"دوسرے ممالک میں اس مقصد کے لئے کئی ایک اقدامات کئے گئے ہیں سب سے بہتر طریقہ جو اپنایا گیا وہ یہ ہے کہ سگریٹ فیکٹریوں کے مالکان کو یہ احکام صادر کئے گئے کہ وہ ہر پیکٹ پر یہ عبارت نمایاں طور پر چھپوائیں،

"سگریٹ نوشی آپ کی صحت کے لئے مضر ہے"

اس کا خاطر خواہ اثر بھی ہوا ہے۔

مگر آپ کے ملک میں سگریٹ نوشی کی روک تھام کے لئے فوری طور پر مؤثر اقدامات کی اشد ضرورت ہے اس ضمن میں سب سے پہلے تو میرے شائق حضرات کو خود اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کرنا ہوگا۔ اس کے بعد حکومت کو بھی ایسے ذرائع اختیار کرنے چاہئیں جن سے عوام کو میرے وجود سے نفرت ہو جائے اور وہ اس فضول اور بری عادت کو بیزار ہو کر ترک کر دیں۔"

"بے شک ایسے ذرائع کامیاب ہو سکتے ہیں۔ لیکن ...."

میں کچھ کہتے ہوئے رُک گیا

"لیکن کیا ؟ جلد کہئیے میں اب آخری سانس لے رہا ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کے سوالوں کا جواب دیئے بغیر ہی الوداع کہہ جاؤں"

"بہت اچھا! میں یہ کہنے کو تھا کہ آپ کو استعمال کرنے والے احباب سے میں نے جب یہ سوال کیا کہ کیا وہ سگریٹ پینے میں کچھ لطف حاصل کرتے ہیں، نیز یہ کہ وہ سگریٹ نوشی کو پسند کرتے ہیں تو اکثریت اُن احباب کی تھی جو درحقیقت سگریٹ نوشی کو پسند نہیں کرتے، وہ چھوڑنا چاہتے ہیں لیکن چھوڑ نہیں سکتے کیونکہ یہ ان کی مستقل عادت بن چکی ہے ایسے احباب کو کیا طریقہ اپنانا چاہیئے کہ جس سے وہ بآسانی اس فضول عادت سے جلد چھٹکارا حاصل کر سکیں" ؟

"آپ کے ایسے احباب کی خدمت میں میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ مصمم ارادہ کر کے یک لخت (یا تدریجاً کم کرتے ہوئے) سگریٹ نوشی کو ترک کر دیں۔ اور پھر کبھی بھی مجھے نہ پئیں خواہ انہیں سگریٹ مفت ہی میسر کیوں ــ نہ ــ آئے"

سارا سگریٹ سُلگ چکا تھا۔ دھواں بھی مدہم ہو کر غائب ہو رہا تھا لیکن میں دیر تک یہ سوچتا رہا کہ میرے بعض عزیز بھائی اور دوست سگریٹ کے متعلق ان حقائق پر کیوں غور نہیں کرتے۔

آئیے ہم حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ کی زرّیں نصائح کو مدّنظر رکھتے ہوئے ہر فضول عادت کو ترک کر دینے کی سعی کو تیز کر دیں۔ خدا کرے ہم ہر ممکن ذرائع سے حضور پُر نور کی روح مبارک کو خوش کرتے رہیں۔ آمین

ضروری تصحیح

ماہ ہجرت و احسان کے شماروں میں کتابت کی غلطیوں کی تصحیح فرمائی جائے۔

۱۔ شمارہ ماہ ہجرت کے صفحہ ۲۱ پر جناب نسیم سیفی صاحب کی نظم کے ایک مصرعہ میں سہو کتابت سے ایک لفظ غلط شائع ہو گیا ہے۔ صحیح مصرعہ یوں پڑھا جائے۔

خلمت شب سے پیدا ہوئی ہے سحر، ہر بقا ہے کسی کی فنا کا ثمر

۲۔ گزشتہ شمارہ کے صفحہ ۳۸ پر آیت قرآنی کے صحیح الفاظ یوں ہیں:۔

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ (التوبۃ ـ ۱۱۴)

۳۔ گزشتہ شمارہ کے ہی صفحہ ۵۱ پر "اجتماعی ورزش" کے تحت مکرم زبیر احمد صاحب کی جگہ مکرم محمد شفیع صاحب زبیر کا نام پڑھا جائے۔

(ادارہ)

ماہِ وفا (جولائی) کے چند اہم واقعات

★ اس مہینہ (سنہ ۹ھ) میں غزوہ ذات الرقاع ہوا جس میں سفر کی شدت کی بناء پر صحابہ کرامؓ کے پاؤں چھلنی ہو گئے اور ناخن جھڑ گئے لیکن صحابہ کرامؓ نے اپنے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر باندھے اور راستہ کو طے کیا۔ صحابہؓ کی اس وفاداری کی بناء پر اس مہینہ کا نام وفا رکھا گیا ہے۔

★ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی پہلی صاحبزادی "عصمت" کی وفات ماہ وفا ۱۸۹۱ء میں ہوئی۔

★ عبد اللہ آتھم مطابق پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۲۷ وفا (جولائی ۱۸۹۶ء) اس دنیا سے رخصت ہوا۔

★ کتاب "تحفہ بغداد" ماہ وفا ۱۸۹۳ء میں تصنیف فرمائی اور تحفہ گولڑویہ کی تصنیف کا کام بھی اسی ماہ ۱۹۰۰ء میں شروع کیا تھا۔

★ ماہ وفا (جولائی) ۱۹۰۶ء میں قادیان سے رسالہ "تعلیم الاسلام" کا اجراء ہوا تھا۔

★ حضرت صاحبزادہ سید عبد اللطیف صاحبؓ کی دردناک شہادت ۱۹۰۳ء میں اسی ماہ کی ۱۴ تاریخ کو کابل میں ہوئی تھی۔ اور ۱۵ وفا کو کابل میں سخت ہیضہ پھوٹا جس سے سردار نصر اللہ خان کی بیوی اور نوجوان لڑکا اس کا شکار ہوئے۔

★ ماہ وفا ۱۸۹۱ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام لدھیانہ سے امرتسر تشریف لے گئے۔ اور اس ماہ میں مولوی احمد اللہ صاحب کو تحریری مباحثہ کی دعوت دی

★ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے اسی ماہ ۱۹۰۰ء میں قادیان کی طرف مستقل ہجرت کی۔

★ ۲۵ وفا ۱۹۱۲ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تعلیم الاسلام ہائی سکول کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا۔

★ ۱۲ وفا (جولائی) ۱۹۲۴ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سفر یورپ پر روانہ ہوئے

★ پیشگوئی "اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا" کے مطابق آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا پہلا اجلاس ۲۵ وفا ۱۹۳۱ء کو شملہ میں ہوا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو کمیٹی کی صدارت سونپی گئی۔

★ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند صاحبزادہ مرزا رفیق احمد صاحب کی ولادت ۲۸ وفا ۱۹۳۵ء کو اور صاحبزادی امۃ الجمیل صاحبہ کی پیدائش ۱۹۳۷ء میں اسی ماہ کی ۳۰ تاریخ کو ہوئی۔

★ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح حضرت سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ سے ۱۹۴۴ء میں اس ماہ

تفصیل انعامات سترہویں سالانہ تربیتی کلاس

ہجرت (مئی) ھش ۱۳۷۹

سب طلباء کو جو اس کلاس میں باقاعدہ شامل سندات دی گئیں

انعامات

مجموعی طور پر امتحانات میں

اوّل شیخ توقیر احمد صاحب راولپنڈی

دوم شمس الحق صاحب ربوہ

سوم مجید احمد صاحب بشیر ربوہ

پرچہ قرآن مجید

اوّل محمد مسیح الدین شاھد صاحب ربوہ

دوم شیخ توقیر احمد صاحب راولپنڈی

سوم محمد شریف صاحب گھٹیالیاں

حوصلہ افزائی ادریس احمد صاحب۔ کلاس والا سیالکوٹ

پہلا پرچہ (حدیث + کلام + قواعد عربی)

اوّل حبیب اللہ صاحب۔ بھیرہ ضلع سرگودھا

دوم مظفر احمد صاحب چک ۹۸ سرگودھا

سوم شمس الحق صاحب ربوہ

حوصلہ افزائی۔ مجید احمد صاحب ربوہ

دوسرا پرچہ (فقہ + ردّ عیسائیت + حفظ و مطالعہ)

اوّل: مجید احمد صاحب بشیر ربوہ

دوم توقیر احمد صاحب راولپنڈی

سوم محمد انور صاحب دنیا پور

حوصلہ افزائی مبشر احمد صاحب، جھنگ مگھیانہ

پانچواں پرچہ دینی معلومات:

اوّل شمس الحق صاحب ربوہ

دوم حبیب اللہ صاحب بھیرہ (۲) امتیاز احمد صاحب کھاد فیکٹری ملتان

سوم مجید احمد صاحب بشیر ربوہ

حوصلہ افزائی مبارک احمد صاحب چیمہ چک ۹۸ سرگودھا

چھٹا پرچہ۔ شہری دفاع۔ ذہانت و تقاریر علماء سلسلہ

اوّل صفی الرحمٰن صاحب ماڈل ٹاؤن لاہور

دوم توقیر احمد صاحب راولپنڈی

سوم ظافر احمد صاحب ماڈل ٹاؤن لاہور

حوصلہ افزائی محمد فاضل حیات صاحب شرقپور ضلع شیخوپورہ

ساتواں مقابلہ۔ تلاوت قرآن کریم:

اوّل محمد شریف صاحب اونچے مانگٹ، گوجرانوالہ

دوم عبد السلام صاحب ربوہ

سوم شمس الحق صاحب ربوہ

حوصلہ افزائی مجید احمد صاحب بشیر ربوہ

آٹھواں مقابلہ۔ نظم

اوّل شفیق احمد صاحب راولپنڈی

دوم محمد رشید صاحب چوہدری ربوہ

سوم جاوید اقبال صاحب لائلپور

حوصلہ افزائی ہارون احمد صاحب نور نگر فارم بھٹو پارکر

۹

نواں مقابلہ۔ تقاریر

اوّل مبارک احمد صاحب چیمہ ۹۸ سرگودھا

دوم ابدال ربانی صاحب گجرات

سوم سید ولی احمد صاحب صادق گوجرانوالہ

حوصلہ افزائی سلیم صادق صاحب ربوہ

ضمنی مقابلہ تقاریر:

اوّل حبیب اللہ صاحب طارق ربوہ

دوم سید ولی احمد صاحب صادق گوجرانوالہ

دسواں مقابلہ بلحاظ کارکردگی

اوّل محمد اکمل محمود جھنگ دوم میاں نصیر احمد صاحب ساہیوال سوم شفیق احمد صاحب راولپنڈی

سپیشل انعامات:- (۱) سلطان احمد صاحب رحیم یار خان (۲) عبدالباسط طارق صاحب گوجرہ (۳) حفیظ احمد صاحب گوجرانوالہ (۴) محمد اشرف صاحب کرتو شیخوپورہ (۵) منظور احمد صاحب چوہڑکانہ (۶) مرزا ہارون علی صاحب کراچی (۷) لطیف احمد صاحب نصرت آباد سٹیٹ (۸) ملک نجیب احمد صاحب جیکب آباد (۹) ارشد محمود نصرت علی پور (۱۰) محمد لطیف منہاس ڈرگ روڈ کراچی (۱۱) طاہر احمد صاحب مرالہ گجرات (۱۲) منور احمد صاحب پشاور (۱۳) خالد محمود صاحب نوشہرہ کینٹ (۱۴) شیخ نصیر الحق صاحب واہ کینٹ (۱۵) علی محمد صاحب بھان امید علی سدک (۱۶) ظفر اللہ صاحب ڈیرہ غازیخان

شعبہ تعلیم کے اعلانات

کتنے پرچے درکار ہیں:-

خدام الاحمدیہ کے مرکزی سالانہ امتحانات ۱۴ اگست ۷۰ء بروز جمعۃ المبارک منعقد ہو رہے ہیں (ان شاء اللہ) قائدین مجالس سے درخواست ہے کہ ان کو جس قدر تعداد میں مختلف امتحانات کے سوالیہ پرچے درکار ہوں جلد از جلد خاکسار کو مطلع فرمائیں۔ کیونکہ امسال سوالیہ پرچے صرف انہی مجلس کو بھجوائے جائیں گے جو اپنا مطالبہ بھجوائے گی۔

رپورٹ ہفتہ تعلیم

کیا آپ کی مجلس کی طرف سے ہفتہ تعلیم کی رپورٹ مرکز میں بھجوائی جا چکی ہے؟ اگر نہیں تو آج ہی بھجوائیے۔

(مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

ماهنامہ خالد ربوہ　　وفا ۱۳۴۹ ہش　　رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۸۳۰

جولائی ۱۹۷۰

Only Title printed at the Nusret Art Press, Rabwab.